

ماشورہ

حضرت شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

تدوین و ترتیب
مولانا محمد شریف نقشبندی

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور — کراچی — پاکستان

فہرست

صفحہ	نام مضمون	صفحہ	نام مضمون
۱۱	بچوں کو کھانا دینا	۶	عاشورہ کیا ہے ؟
۱۱	عاشورہ کا روزہ اور فطرہ کے صدقہ کی ادائیگی۔	۷	عاشورہ کا روزہ کا ترک کرنا
۱۲	ماہ رمضان سب سے افضل ہے	۷	قریش کا ایام جاہلیت میں عاشورہ کا روزہ رکھنا۔
۱۳	گزشتہ سال بھر کے گناہوں کا کفارہ	۷	یوم عاشورہ کا ایام اللہ ہونا
۱۳	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم عاشورہ کا روزہ رکھا۔	۸	یوم عاشورہ بطور عید منایا جاتا تھا
۱۴	حضرت ابن عباس کا یوم عاشورہ کے متعلق فرمان	۹	یوم عاشورہ یوم نجات ہے
۱۴	یہود کی مخالفت کرنا	۹	یوم عاشورہ فرعون کی ہلاکت کا یوم ہے
۱۴	چہار عمل کا حال ہونا	۱۰	یوم عاشورہ کی طرف رجعت دلانا
۱۵	قیامت والا روزہ	۱۰	فرشتہ رمضان کے بعد یوم عاشورہ کی اہمیت۔
۱۵	افضل نماز اور افضل مہینہ	۱۰	یوم عاشورہ کیا ہے ؟

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب

عاشورہ

مصنف

حضرت شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ

مولانا محمد شریف نقشبندی

اشاعت

دسمبر 2001ء

تعداد

ایک ہزار

ناشر

ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

قیمت

دپے

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

ڈاکٹر باروڈ، لاہور۔ 7221953

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ 7225085-7247350

فیکس:- 042-7238010

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون:- 021-2210212-2212011-2630411

e-mail:- zquran@brain.net.pk

Visit us at:- www.ziaulquran.com

Green Dome International Ltd.

148-164 Gregory Boulevard, Nottingham, NG7 5JE U.K.

Tel:- 0115-911 7222 Fax:- 0115 911 7220

۱۵	ایک قوم کی توبہ کی مقبولیت	۳۰	جبریل کا شہادت کی خبر دینا
۱۵	توبہ النصوح کی تجدید کرنا	۳۰	شہادت گاہ کی مٹی لانا
	ایک دن پہلے اور ایک دن بعد کا	۳۱	سُرخ رنگ کی مٹی لانا
۱۷	روزہ رکھنا۔	۳۱	جبریل کا مقتل گاہ کی مٹی لانا
۱۸	انبیاء کرام کا روزہ رکھنا	۳۲	تاتل حسین پر غصہ الہی
۱۸	دوسال کی عبادت کا ثواب	۳۳	حبیب خدا کو قتل حسین کا طال ہونا
۱۸	یہود کی مخالفت اور فیل کا روزہ رکھنا		حضرت حسین کے بدل میں ستر ہزار کا
۱۹	سال بھر کے روزوں کا اجر	۳۳	قتل ہونا
۱۹	یوم عاشورہ کی حکمت عجیبہ	۳۳	مٹی سو گھٹنا اور آنکھوں سے آنسو بہنا
۲۰	برزخ میں فراخی ہونا	۳۴	حیرت زدہ خبر لانا
۲۰	عید کا سردار محرم الحرام کا عید ہے	۳۴	قتل حسین پر عذاب شدید ہونا
۲۱	ملک میں افضل کون؟	۳۵	سن کو ملت کی آمد
۲۱	رسوم بد سے اجتناب کرنا	۳۵	مقتل حسین سے آنا
۲۲	اشہد کا سردار گانا		سرمبارک عید اللہ بن زیاد کے
۲۶	چہار روزوں والا قبۃ	۳۶	پاس لایا جانا
۲۷	دس ہزار فرشتوں کا ثواب دیا جانا		ابن زیاد کا امام حسین کے حق کی
۲۷	قیامت کا قائم ہونا	۳۶	تقریف کرنا
۲۷	تخلیق جبریل	۳۷	ایک بوتل میں خون
۳۰	شہادت حضرت حسین رضی اللہ عنہ	۳۷	جنت کی آہ و زاری

۳۸	جنت کا اشعار میں فوج خوانی کرنا	۳۸	فساد برپا کرنے والے افراد
۳۸	یزید کا رخنہ ڈالنا	۳۵	یزید کے لیے موت کی آرزو کرنا
۳۹	سنت کو بد کرنے والا شخص	۳۵	شامیوں کا یزید کی بیعت کرنا
۳۹	بیس کوروں کی سزا	۳۶	عراق کی جانب روانگی کا قصد کرنا
۴۱	مصاحبت امام حسن رضی اللہ عنہ		حضرت حسین کی خدمت میں خطوط
		۳۸	روا کرنا۔
۴۱	یزید کی خلافت کے لیے عہد دیا جانا	۳۸	یوم عاشورہ کا مصائب زدہ منظر
	حضرت ابن عمر کا بیعت کے لیے	۳۹	دار الامارۃ کی طرف اشارہ کرنا
۴۱	بلوایا جانا	۵۰	سراقہ یزید کے پاس آنا
۴۲	ابن زبیر کو بلوایا جانا	۵۱	اللہ اور فرشتوں کی لعنت کس پر
	حضرت امیر معاویہ کا منبر پر چڑھ کر	۵۱	شکر سردار کی ہلاکت
۴۳	خطبہ پڑھنا	۵۲	غلاف کعبہ کا جل جانا



حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ فرماتی ہیں کہ رمضان کے روزہ کے فرض ہونے سے پہلے یوم عاشورہ میں روزہ رکھا جاتا تھا۔ جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا، جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے روزہ نہ رکھے۔

پھر ایک روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے یوم عاشورہ میں روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ (الحديث) روایت دیگر میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رمضان کے فرض ہونے سے پہلے یوم عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے اور یہی وہ روز ہے کہ جس روز کتبہ اللہ پر خلاف چڑھایا جاتا تھا۔ آپ فرماتی ہیں کہ جب فرضیت رمضان کا نزول ہوا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو چاہے روزہ رکھے تو وہ روزہ رکھ سکتا ہے اور جو چاہے نہ رکھے

تو وہ ترک کر سکتا ہے۔

عاشورہ کا روزہ کا ترک کرنا

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں عاشورہ کے روز قریش بھی روزہ رکھتے تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی روزہ رکھتے تھے۔ جب آپ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو آپ نے اس کے روزہ کا حکم فرمایا۔ پھر جب فرضیت رمضان کا حکم ہوا تو عاشورہ کا روزہ چھوڑ دیا۔ اب جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ جب رمضان فرض ہوا تو نبی غیب دان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔

قریش کا ایام جاہلیت میں عاشورہ کا روزہ رکھنا

ایک روایت ہے کہ قریش ایام جاہلیت میں عاشورہ کا روزہ رکھا کرتے تھے پھر حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا جو روزہ رکھنا چاہے رکھ سکتا ہے اور جو نہ رکھنا چاہے نہ رکھے۔ اس کی تفصیلات بخاری و مسلم نے دی ہیں اور امام مالک اور ابو داؤد اور امام ترمذی نے جو بھی روایت نقل کی ہے۔

یوم عاشورہ ایام اللہ ہونا

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایام جاہلیت میں لوگ

بروز عاشورہ روزہ رکھتے تھے اور رمضان کے فرض ہونے سے قبل نبی پاک صاحب
لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے بھی خود روزہ رکھا ہے اور باقی تمام اہل اسلام نے
بھی۔ پھر جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو محبوب خدا علیہ التیمۃ والثناء نے
فرمایا کہ یوم عاشورہ ایام اللہ ہے لہذا جو چاہے روزہ رکھے۔

ایک اور روایت میں منقول ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت قدسیہ
میں عاشورہ کے دن کا تذکرہ کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ وہ یوم ہے کہ جس یوم میں جہان
کے دور میں روزہ رکھا جاتا تھا اور اب جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے
اس کی توضیح بخاری و مسلم نے کی۔ اور بخاری سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے یوم عاشورہ کا روزہ رکھا اور اس کا حکم بھی فرمایا پھر فضیلت رمضان پر آپ نے
یوم عاشورہ کا روزہ رکھنا چھوڑ دیا۔

اور مسلم نے دوسری روایت کی مثل بیان کرتے ہوئے کہا کہ جو قوم میں سے روزہ
رکھنا پسند کرے وہ رکھے اور جو ناپسند کرے وہ ترک کر دے۔ ابو داؤد نے پہلی
روایت کی طرح ذکر کیا۔

یوم عاشورہ بطور عید منایا جاتا تھا

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یہودی یوم عاشورہ کو بڑی قدر کی
تہاء سے دیکھتے تھے اور اس روز کو بطور عید مناتے تھے تب محبوب خدا علیہ التیمۃ
والثناء نے فرمایا کہ تم بھی اس دن روزہ رکھو۔

ایک روایت میں ہے کہ اہل خیبر بروز عاشورہ روزہ رکھتے اور عید مناتے تھے

اور اپنی عورتوں کو اس روز کپڑے کی زینت سے آراستہ کرتے تھے تب حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تم بھی روزہ رکھو۔ بخاری و مسلم نے اس کی تخریج کی۔

یوم عاشورہ یوم نجات ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضور
نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جب مدینہ منورہ میں آئے تو یہود کو دیکھا کہ یوم عاشورہ کا
روزہ رکھتے ہیں۔ آپ نے ان سے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا یہ بہت بہتر
دن ہے اس روز اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو
ان کے دشمنوں سے نجات دی تو انہوں نے روزہ رکھا۔ اُس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے فرمایا تم سے بڑھ کر ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ماننے والے ہیں۔ پھر آپ
نے اس دن کا روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کا حکم بھی فرمایا۔

یوم عاشورہ فرعون کی ہلاکت کا یوم ہے

ایک اور روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے فرمایا یہ کون سا
دن ہے جس میں تم روزہ رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا یہ بہت بڑا دن ہے اس روز
اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات دی اور فرعون
اور اس کی قوم کو غرق کیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بطور شکرانہ روزہ رکھا ہم اس
کی عظمت میں روزہ رکھتے ہیں۔ بخاری و مسلم نے اس کی تخریج کی اور ابو داؤد نے
دوسری روایت نکالی۔

یوم عاشورہ کی طرف رغبت دلانا

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ السلام و التسلیم عاشورہ کے دن کاروزہ رکھنے کا حکم فرماتے اور اس کی طرف راغب بھی کرتے اور اس کا عہد بھی کراتے تھے۔ پھر جب رمضان کی فرضیت کا نزول ہوا تب آپ نے ہمیں اس کا نہی حکم دیا اور نہ ہی منع کیا اور نہ ہی عہد دیا۔ مسلم نے اس کی تخریج کی

فرضیت رمضان کے بعد یوم عاشورہ کی اہمیت

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اشعث بن قیس حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور وہ بروز عاشورہ کھانا تناول فرما رہے تھے اور کہاتے ابو عبد الرحمن یہ تو یوم عاشورہ ہے۔ وہ کہنے لگے کہ رمضان کے فرض ہونے سے قبل روزہ رکھا جاتا تھا۔ پھر جب ماہ رمضان فرض ہوا تو اسے ترک کر دیا گیا۔ لہذا اگر تم روزہ سے نہیں ہو تو کھانا تناول فرماؤ۔ بخاری و مسلم نے اس کی تخریج کی ہے۔

یوم عاشورہ کیا ہے؟

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی غیب دان علیہ السلام نے ایک اسلمی مرد کو حکم فرمایا کہ وہ لوگوں کو خبردار کر دے کہ جس نے سحری کھائی ہے وہ باقی دن کا روزہ بھی رکھے اور جس نے نہیں کھائی وہ بھی روزہ رکھے کیونکہ یہ بروز عاشورہ ہے۔

ایک اور روایت ہے کہ ایک اسلمی مرد سے فرمایا کہ تم اپنی قوم کو خبردار کر دیا یہ فرمایا کہ تم لوگوں کو خبردار کر دے۔ شک لدی ہے۔ اس کی تخریج بخاری و مسلم اور نسائی نے کی ہے اور حضرت عبدالرحمن بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی کی مثل ابوداؤد نے تخریج کی ہے

بچوں کو کھلونا دینا

حضرت ربیع بنت حضرت معوذہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ السلام نے عاشورہ کی فجر کو مدینہ منورہ کے ارد گرد کے انصاریوں کے دیہاتوں میں اطلاع بھجوا دی کہ جو شخص روزہ سے ہو وہ اپنا روزہ پورا کرے اور جو روزہ دار نہ ہو وہ تمام دن روزہ داروں کی مثل گزارے پھر اس کے بعد ہم خود بھی روزہ رکھتے اور اپنے چھوٹے بچوں کو روزہ رکھاتے اور ہم مسجد میں چلے جاتے اور ان بچوں کے لیے ہم اون کے کھلونے بنا دیتے جو بچہ کھانے کی خواہش میں رہتا ہم اُسے کھلونا پیش کرتے یہاں تک کہ روزہ چھوڑنے کا وقت ہو جاتا۔ بخاری و مسلم نے اس کی تخریج کی اور ایک دوسری روایت بھی اس جیسی ہے۔

عاشورہ کا روزہ اور فطرہ کے صدقہ کی ادائیگی

حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ہم یوم عاشورہ کا روزہ رکھتے اور فطرہ کا صدقہ ادا کرتے۔ پھر جب رمضان فرض ہوا اور زکوٰۃ کا حکم آیا تو پھر ہمیں نہ تو اس کا حکم دیا گیا اور نہ ہی اس سے روکا گیا ہم اسی

طرح کرتے رہے۔ نسائی نے اس کی تخریج کی ہے۔

محمد صیفی سے منقول ہے انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے یوم عاشورہ میں پوچھا کہ کیا تم میں سے کسی نے آج کچھ کھا یا ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں سے کچھ تو روزہ سے ہیں اور کچھ روزہ سے نہیں ہیں۔ فرمایا تم تمام کے تمام باقی دن کو پورا کرو اور اگر دو کے لوگوں کو خبر دے دو کہ وہ اپنا باقی دن پورا کریں۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ انھیں یہ روایت پہنچی کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حارث بن ہشام کو اطلاع کرائی کہ کل عاشورہ کا دن ہے تم روزہ رکھنا اور اپنی اولاد کو کہنا کہ وہ بھی روزہ رکھیں بیٹوں میں اس کی تخریج ہے۔

ماہ رمضان سب سے افضل ہے

حضرت عبید اللہ بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سنا کہ ان سے یوم عاشورہ کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا میں اس بات کا علم نہیں رکھتا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی ایسے دن کا روزہ رکھا ہو اور اس دن کے سوا دوسرے دنوں پر اس کی فضیلت طلب کرتے ہوں۔ کوئی ماہ رمضان کے مہینہ سے افضل نہیں ہے۔

عبداللہ بن موسیٰ نے کہا کہ میں نے دیکھا نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے

دن کے روزہ کی تلاش میں ہوں جسے دوسرے دن پر فضیلت ہو سوائے عاشورہ کے دن کے اور ماہ رمضان کے۔ بخاری و مسلم نے اس کی تخریج کی۔

گزشتہ سال بھر کے گناہوں کا کفارہ

حضرت ابی قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ میں عاشورہ کے دن کا روزہ رکھنے پر گمان کرتا ہوں کہ اس دن کو اللہ تعالیٰ گزرے ہوئے سال کے گناہوں کا کفارہ بنا دے۔ اس کی تخریج ترمذی نے کی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم عاشورہ کا روزہ رکھا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے یوم عاشورہ کا روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔ ترمذی نے اس کی تخریج کی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا اگر اگلے سال میں زندہ رہا تو ضرور نویں اور عاشورہ کا روزہ رکھوں گا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا کہ جب محبوبِ خدا علیہ الیقینۃ والثناء نے عاشورہ کا روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کا حکم فرمایا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ تو وہ دن ہے کہ جس دن کی پیوری و نصاریٰ العظیم کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ

آئندہ سال نویں کا بھی روزہ رکھوں گا۔ پھر آئندہ سال ایسا ہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انتقال فرمایا۔

حضرت ابن عباس کا یوم عاشورہ کے متعلق فرمان

حکیم بن اعرج کی روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس میں اُس وقت پہنچا جب وہ زمزم شریف سے اپنی چادر پیٹے ٹیک لگا کر بیٹھے تھے۔ میں نے کہا کہ عاشورہ کے روزہ کے بارے میں فرمائیے؟ آپ نے فرمایا کہ جب تم محرم الحرام کا چاند دیکھو تو کھاؤ اور نویں کا روزہ رکھو۔ کہا کہ کیا محبوب خدا علیہ التحیۃ والتناہ اسی طرح روزہ رکھا کرتے تھے؟ فرمایا، ہاں۔ اسے مسلم نے بیان کیا اور ابو داؤد نے دوسری اور تیسری کو۔

یہود کی مخالفت کرنا

ایک روایت میں دزین نے حضرت عطاء سے نقل کرتے ہوئے کہا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ نویں اور دسویں کا روزہ رکھو اور یہود کی مخالفت کرو۔

چہار عمل کا عامل ہونا

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں کہ چار عمل ایسے ہیں جنہیں ہر نبی خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی ترک نہیں کیا۔ ۱۔ عاشورہ، عشرہ

ذوالحجہ اور ہر ماہ کے تین روزے اور فجر سے پہلے دو رکعت۔ نسائی نے اسے بیان کیا۔

فضیلت والا روزہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کے مہینہ کے بعد سب سے افضل روزہ اللہ کے مہینہ محرم کا ہے۔ اور فرائض پنج گانہ کے بعد سب سے زیادہ افضل نماز صلوٰۃ بلیل ہے۔

افضل نماز اور افضل مہینہ

ایک اور روایت میں مروی ہے کہ راوی نے کہا کہ دریافت کیا گیا کہ کون سی نماز فرائض مکتوبہ کے بعد افضل ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: صلوٰۃ السبیل۔ اور کون سا روزہ رمضان کے بعد افضل ہے؟ فرمایا اللہ کا مہینہ محرم۔ اس کی مسلم اور ابو داؤد نے تخریج کی۔ ترمذی اور نسائی نے پہلی روایت کی تخریج کی۔

ایک قوم کی توبہ کی مقبولیت

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے ایک آدمی نے دریافت کیا کہ وہ کونسا مہینہ ہے جو رمضان کے بعد ہے جس میں آپ مجھے

حکم دیں کہ میں روزہ رکھوں؟ آپ نے فرمایا میں نے نہیں سنا کہ کسی نے اس کے متعلق پوچھا ہو۔ سوائے اس کے کہ میں نے سنا کہ ایک مرد نے رسول خدا علیہ السلام والثناء سے پوچھا کہ میں اُس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا اُس نے استفسار کیا کہ یا رسول اللہ! رمضان المبارک کے بعد آپ کس عید کا حکم فرماتے ہیں کہ میں روزہ رکھوں؟ آپ نے فرمایا اگر تم رمضان کے بعد روزہ رکھنا چاہتے ہو تو محرم کا روزہ رکھو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے اس میں ایک روز ایسا ہے جس میں ایک قوم کی توبہ اللہ تعالیٰ نے قبول کی اور پھر دوسری قوم کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا۔ ترمذی نے اس کی تخریج کی۔

یہ وہ احادیث ہیں جو صحاح ستہ میں موجود ہیں اور جامع الاصول میں مذکور کی گئی ہیں۔ ازاں بعد ہم اُن احادیث کا تذکرہ کرتے ہیں جو جامع کبیر میں مذکور ہیں جسے شیخ عارف باللہ علی متقی نے تالیف فرمایا اور اسے علامہ جلال الدین سیوطی نے ترتیب دے کر جمع الجوامع میں تحریر کیا۔ اگرچہ اس میں احادیث مذکورہ بھی دوسری سندوں کے ساتھ روایت کی گئی ہیں یہاں اسے دوبارہ تحریر کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ صحاح کی سندوں کے ساتھ بیان ہو چکی ہیں۔ البتہ اگر دوسرے الفاظ کے ساتھ ذکر ہوتیں جو جامع الاصول میں نہیں ہیں تو وہ بیان کر دی جاتیں۔ ان کے علاوہ جو احادیث ہیں انھیں ہم بیان کرتے ہیں۔

توجیۃ النصوص کی تجدید کرنا

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے کہا کہ

نہ نبی غیب دان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر تم رمضان کے مہینے کے بعد روزہ رکھنا چاہو تو محرم کا روزہ رکھو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے۔ اس مہینہ میں ایک دن ایسا ہے جس میں ایک قوم کی توبہ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی اور دوسری قوم کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لوگوں کو رغبت دلانی کہ یوم عاشورہ توبۃ النصوح کی تجدید کریں اور توبہ کی مقبولیت کی آرزو رکھیں۔ پھر جس شخص نے اس روز اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی بخشش مانگی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ ویسے ہی قبول فرمائے گا۔ علامہ ترمذی نے اسے روایت کیا۔

ایک دن پہلے اور ایک دن بعد کا روزہ رکھنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے اُنہوں نے کہا کہ حضور نبی غیب دان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ عاشورہ کے دن کا روزہ رکھو اور اس میں یہود کی مخالفت کرو اور اس کے ایک روز پہلے اور ایک روز بعد کا بھی روزہ رکھو۔ امام احمد نے اسے روایت کیا۔

اور پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہا کہ محبوب خدا علیہ السلام والثناء نے فرمایا کہ اگر میں زندہ رہا تو عاشورہ سے ایک روز پہلے اور ایک روز کے بعد روزہ رکھنے کا حکم کروں گا۔ یہی نے شعب الایمان میں اس کی روایت کی۔

انبیاء کرام کا روزہ رکھنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ عاشورہ کا روزہ رکھو کیونکہ اس دن انبیاء کرام روزہ رکھتے تھے تو تم بھی روزہ رکھو۔ اسے ابن ابی شیبہ نے بیان کیا۔

پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ محبوب خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا عاشورہ کا دن تم سے پہلے لوگوں کی عید کا دن ہے تم بھی اس روزہ رکھو۔ اسے بزار اور ویلی نے روایت کیا۔

دو سال کی عبادت کا ثواب

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے انہوں نے کہا کہ جس نے محرم الحرام کے تین دن کے روزے رکھے۔ جمعرات۔ جمعہ اور ہفتہ تو اس کے حق میں دو سال کی عبادت کا ثواب کھاجائے گا۔

یہود کی مخالفت اور نویں محرم کا روزہ رکھنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب آٹھ سال آئے گا تو ہم نویں کا بھی روزہ رکھیں گے۔ اور انہی سے مروی ہے کہ رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب آٹھ

سال آئے گا تو ہم نویں کا روزہ بھی رکھیں گے۔

اور پھر انہی سے مروی ہے کہ نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر میں زندہ رہا تو یہود کی مخالفت کروں گا اور نویں کا بھی روزہ رکھوں گا۔

سال بھر کے روزوں کا اجر

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے یوم الزینت کا روزہ رکھا اس نے سال بھر کے گزرے ہوئے روزوں کا اجر پایا یعنی عاشورہ کے دن کا روزہ۔

یوم عاشورہ کی حکمت عجیبہ

ابو ایسیخ نے کتاب الثواب میں روایت کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام عاشورہ کے روز اپنی کشتی سے جودی پہاڑ پر اترے اور روزہ رکھا اور اپنے ہمراہیوں کو شکرانہ ادا کرنے کے لیے روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ اور اسی عاشورہ کے روز اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی لغزش کی توبہ کو قبول فرمایا اور حضرت یونس علیہ السلام کے شہر والوں پر اور اسی روز نبی اسرائیل پر دریا پھاڑا گیا اور اسی روز حضرت ابراہیم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام نے تولد فرمایا۔

رزق میں فراخی ہونا

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یوم عاشورہ جس نے اپنے گھروالوں پر رزق میں فراخی کی تو پھر تمام سال اُس کے ہاں فراخی ہی رہے گی۔

مہینوں کا سردار محرم الحرام کا مہینہ ہے

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

حضرت آدم علیہ السلام سید الناس ہیں

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سید العرب ہیں

حضرت صہیت رضی اللہ عنہ سید الروم ہیں

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سید الفارس ہیں

حضرت بلال رضی اللہ عنہ سید الحبش ہیں

اور اسی طرح پہاڑوں کا سردار طور سینا ہے اور درختوں کا سردار سدہ ہے اور مہینوں کا سردار محرم الحرام ہے اور دنوں کا سردار جمعہ المبارک ہے اور کلام کا سردار قرآن مجید ہے اور قرآن مجید میں سردار سورہ بقرہ ہے اور سورہ بقرہ میں سردار آیتہ الکرسی ہے۔ خبردار آیتہ الکرسی میں پانچ کلمات ہیں اور ہر کلمہ میں پچاس بکیتیں ہیں۔ طیبی نے اپنی منہ الفرووس میں بیان کیا اور یہ ضعیف ہے۔

ملائکہ میں افضل کون؟

صاحب تصنیف علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اس بارے میں دیگر احادیث میں وہ ہے کہ سب سے افضل مہینہ رمضان کا مہینہ ہے اور وہ روایت جسے طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ اس کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں تمہیں اس امر سے خبردار نہ کروں کہ ملائکہ میں افضل حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں اور دنوں میں افضل یوم جمعہ اور مہینوں میں افضل ماہ رمضان اور راتوں میں افضل میلۃ القدر اور عورتوں میں افضل مریم بنت عمران ہے۔ گمراہ کہ افضلیت اور ریاست میں بہت امتیاز ہے۔ خوب غور کیجئے اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

رسوم بد سے اجتناب کرنا

حضرت شیخ شہاب الدین بن حجر الہیثمی مصری مفتی مکہ مکرمہ اور اپنے دور کے رئیس الفقہاء والحمد للہ اپنی کتاب صواعق مخرقہ میں رقم طراز ہیں کہ: خبردار! حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عاشورہ کے دن جو مشکلات کا سامنا ہوا حقیقت میں یہ شہادت ہے جس کی وجہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے مراتب کو بلندی اور منزلت کو وسعت ملتی ہے اور اہل بیت اطہار کے درجات کی بلندی مقصود تھی لہذا اگر بھی اس دن وقوع پذیر ہونے والے مصائب و آلام کا ذکر کرے تو اس کے لیے مناسب ہے کہ وہ حکیم الہی کو بحال نہ کرنے کے لیے انا للہ وانا الیہ راجعون کی تلاوت میں مشغول ہو تاکہ اللہ تعالیٰ نے

یہ جھوٹوں کی من گھڑت ہے۔ یہ کلام اُس شخص کے لیے ہے جو بروز عاشورہ سر نہ لگانا اختیار کرے اور وہ جو گزرا کہ اس دن رزق میں فراخی کرے اس کی اصل ہے جیسا کہ حافظ الاسلام زین عراقی نے امالیہ میں بیہقی کی سند سے بیان کیا ہے کہ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے یوم عاشورہ اپنی اولاد میں رزق کی فراخی کی تو اللہ تعالیٰ اُس کے رزق میں پورا سال وسعت فرمائے گا۔ ازاں بعد کہا کہ یہ حدیث اپنی سند میں لیں ہے لیکن ابن حبان کی رائے پر حسن ہے۔ انکی دوسری سند ہے جس کو حافظ ابو الفضل محمد بن ناصر نے صحیح کہا ہے اس میں زیادات منکرہ ہیں۔ اور بیہقی کا ظاہر کلام یہ ہے کہ حدیث توسع ابن حبان کی رائے کے علاوہ بھی حسن ہے کیونکہ انہوں نے مختلف اسناد کے ساتھ جماعت صحابہ سے مرفوع روایت کی ہے۔ پھر کہا کہ یہ سند میں اگرچہ ضعیف ہیں لیکن جب انہیں آپس میں ملایا جائے تو ان میں قوت پیدا ہو جاتی ہے۔

ابن تیمیہ کا انکار کہ توسع کی کوئی روایت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت نہیں ہے۔ یہ دہم ہے جیسا کہ تم ابھی جان چکے ہو۔ حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ صحیح نہیں ہے یعنی صحیح لہذا نہ ہونے سے اس کی نفی نہیں ہوتی کہ وہ حسن نصیرہ بھی نہیں ہے۔ حالانکہ حسن نصیرہ بھی علم حدیث میں قابل حجت ہوتی ہے جیسا کہ واضح ہے۔ انتہی۔

ائمہ کا سر نہ لگانا

حضرت شیخ محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مقاصد حسنہ میں یہ حدیث ہے کہ جس

نے یوم عاشورہ ائمہ کا سر نہ لگایا تو اُس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں گی۔ اسے حاکم اور بیہقی نے شعب الایمان کی تیسویں شعب میں روایت کیا اور دہلی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کو ضحاک سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت کیا اور حاکم نے کہا کہ یہ منکر ہی نہیں بلکہ موضوع ہے۔ اسے اسی وجہ سے ابن جوزی اپنی موضوعات میں لائے ہیں اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اس لیے ضعیف ہے اس میں احمد ابن منصور شومیزی ہے مگر بایہ حدیث مدخل علیہ ہے۔ انتہی۔

اور یہ حدیث کہ جس نے یوم عاشورہ میں اپنے گھر والوں پر رزق کی فراخی کی اللہ تعالیٰ اُس پر تمام سال فراخی فرمائے گا۔ اسے طبرانی اور بیہقی نے شعب الایمان اور فضائل اوقات میں روایت کیا ہے اور ابوالشیخ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور صرف پہلی دونوں احادیث حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور صرف دوسری شعب میں حضرت جابر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور کہا کہ ان سب کی اسناد ضعیف ہیں لیکن جب سب کو ایک دوسرے کے ساتھ آپس میں ملائیں تو "قوت" کا فائدہ پیدا ہو جاتا ہے۔ بلکہ عراقی نے اپنی کتاب امالی میں رقم کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کی اسناد میں سے بعض کو ابن ناصر حافظ نے صحیح کہا ہے اور ابن جوزی نے موضوعات میں اس حدیث کو سلیمان بن ابی عبد اللہ جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں لائے ہیں اور کہا کہ سلیمان مجہول ہے۔ حالانکہ سلیمان کو ابن حبان نے ثقہ لوگوں میں

شمار کیا ہے اور یہ حدیث اُن کی دماغ میں حسن ہے اور اس حدیث کو دوسری سند کے ساتھ جو حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسلم کی شرط کے موافق مروی ہے اس کی تخریج عبد البر نے استیعاب میں بروایت ابو ذر جابر رضی اللہ عنہ کی ہے اور یہ سب سے زیادہ صحیح ہے اور اُسے اُنھوں نے اور وار قطنی نے افراد میں حیدر سند کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موقوف علیہ اور بیہقی نے شعب میں محمد بن منتشر کی سند سے روایت کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس پر ہمارے مشائخ نے بکثرت مواخذے کئے ہیں لیکن ہم نے اس کا ذکر نہیں کیا۔ اور اعتماد بن جوزی نے موضوعات میں بخیلی کے قول کے بعد جو یحییٰ ابن شداد روایت حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ہے کہ یہ مہول ہے تعاقب کیا ہے بلکہ اس کا ذکر ابن جہان نے ثقات اور ضعفاء میں کیا ہے۔ انتہی۔

چار دروازوں والا قبۃ

شیخ امام حافظ علامہ مدنیہ منورہ اپنے زمانہ میں شیخ علی بن محمد بن عراقی کی کتاب تنزیہ الشریعہ فی احادیث الموضوعہ میں حدیث ہے کہ جس نے حرم کے پہلے نو دروازوں کے دروازے رکھے اُس کے لیے اللہ تعالیٰ ہوا میں ایک قبۃ بنائے گا جس کی پیمائش میل دو میل ہوگی اور اس کے چار دروازے ہوں گے۔ اسے ابو نعیم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے چونکہ اس سند میں موسیٰ طویل ہے۔ یہ ایک مصیبت تھا۔

دس ہزار فرشتوں کا ثواب دیا جانا

اور یہ حدیث کہ جس نے عاشورہ کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اُس کے لیے ساٹھ سال کی عبادت جس میں نماز ہے تحریر فرمائے گا اور جس نے یوم عاشورہ میں روزہ رکھا اُسے دس ہزار فرشتوں کا ثواب دیا جائے گا۔ اور جس نے یوم عاشورہ کا روزہ رکھا اُسے ایک ہزار حج و عمرہ کا ثواب دیا جائے گا۔ اور جس نے عاشورہ کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اُس کے لیے ساتوں آسمانوں کا ثواب تحریر فرمائے گا۔

قیامت کا قائم ہونا

اور یہ بھی حدیث کہ جس نے یوم عاشورہ کسی بھوکے کو کھانا کھلایا اُس نے گویا اُمّت محمدیہ کے تمام فقر کو کھانا کھلایا اور انھیں سیر کر دیا۔ اور جس نے یتیم کے سر پر ہاتھ سپیرا تو اُس کے سر کے ہر ہر بال کے عوض جنت میں بلند درجہ ملے گا۔

تخلیق جبریل

اللہ تعالیٰ نے یوم عاشورہ میں جبریل کی تخلیق فرمائی اور یوم عاشورہ ہی میں ملائکہ کی تخلیق فرمائی اور یوم عاشورہ ہی میں آدم کی تخلیق فرمائی اور یوم عاشورہ ہی میں ابراہیم کی تخلیق فرمائی اور اسی روز آپ کو آگ سے نجات ملی۔ اسی روز اسماعیل کا فدیہ آیا۔ اور اسی روز فرعون غرق ہوا اور اسی روز ادریس کو اٹھایا اور اسی روز آدم کی لغزش کی توبہ قبول ہوئی۔ اسی روز اللہ تعالیٰ نے عرش پر استوی کیا اور اسی روز قیامت قائم ہوگی۔

یہ سب موضوع ہیں اسے ابن جوزی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ذکر کیا ہے۔ چونکہ اس مذہب میں حبیب ابن حبیب جو فتنہ پرداز تھا۔ یہ حدیث کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر سال میں ایک دن کا روزہ فرض کیا وہ عاشورہ کا روز ہے اور وہ محرم کی دسویں ہے لہذا اس دن روزہ رکھو اور اپنی اولاد پر رزق کی فراخی کرو کیونکہ جس نے اپنی اولاد پر اپنے مال میں سے یوم عاشورہ کو فراخی کی تو اللہ تعالیٰ اس پر پور سال فراخی کرے گا۔ روزہ رکھو کیونکہ یہ وہ دن ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی لغزش کی توبہ قبول کی۔ یہ وہ دن ہے کہ جس دن حضرت اور بن علیہ السلام کو بلند مقام پر فائز کیا گیا اور یہ وہ دن ہے کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ سے نجات دی۔ اور یہ وہ دن ہے کہ جس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات کا نزول ہوا۔ اور یہ وہ دن ہے کہ جس دن حضرت اسماعیل علیہ السلام کا بوقت ذبح فدیہ اُتارا۔ اور یہ وہ دن ہے کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو جیل خانہ سے نکالا اور یہ وہ دن ہے کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام سے مصائب کو رفع فرمایا۔ اور یہ وہ دن ہے کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے نکالا۔ اور یہ وہ دن ہے کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے لیے دریائے یامو کو جاری کیا۔ اور یہ وہ دن ہے کہ جس دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سب اگلے اور پچھلے گناہ سے معاف فرمائے گئے۔ اور یہ وہ دن ہے کہ جس دن حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دریائے یامو کو جاری کیا۔ اور یہ وہ دن ہے کہ جس دن حضرت یونس علیہ السلام کی قوم پر توبہ اُتاری۔ پس جو شخص اس دن کا روزہ رکھے گا چالیس سال

افراد ہو گا۔ اور پہلا دن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یوم عاشورہ کی تخلیق فرمائی اور یہ پہلا دن ہے کہ آسمان سے بارش اُتاری۔ پس جس نے عاشورہ کا روزہ رکھا گویا تمام زمانہ کا روزہ رکھا اور یہ انبیاء اور نبوی علیہم السلام کا روزہ ہے۔ اور جس نے عاشورہ کی رات کو شب بیداری کی گویا اُس نے سات آسمان والوں کے برابر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔ اور جس نے چار رکعت نماز ادا کی جس کی ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور قل ہو اللہ احد پچاس بار پڑھی تو اللہ تعالیٰ اُس کے گزشتہ پچاس سال کے گناہ اور آئندہ پچاس سال کے گناہ معاف فرما دے گا اور اللہ تعالیٰ اس کے لیے ملازم اعلیٰ میں ایک ہزار نورانی منبر بنائے گا اور جس نے ایک گھونٹ پانی پلایا گویا کہ اس نے ایک آن بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی۔ اور جس نے اہل بیت کے مسکینوں کا پیٹ عاشورہ کے دن بھر انوہ پلصراط پر چکیتی بکلی کی طرح گزر جائے گا اور جس نے کوئی چیز خیرات کی تو گویا اُس نے کبھی بھی کسی سائل کو واپس نہیں لوٹایا اور جس نے عاشورہ کے دن غسل کیا تو سوائے مرض موت کے کبھی بیمار نہ ہو گا اور جس نے اس روز سمر لگایا اس کی آنکھیں پور سال دکھتے نہ آئیں گی۔ اور جس نے کسی یتیم کے سر پر ہاتھ بھیرا تو گویا اس نے تمام اولاد آدم کے مرثیوں کی عبادت کی۔ ان سب کو ابن جوزی نے موضوعات میں بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ اس سے بالکل واضح ہے کہ بعد والوں نے اسے وضع کر کے ان اسناد کے ساتھ ترتیب دیا ہے۔ اتنی۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جبریل کا شہادت کی خبر دینا

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ مجھے جبرائیل نے خبر دی کہ حسین فرات کے کنارے شہید کیے جائیں گے۔ ابن سعد نے اس کی روایت کی۔

شہادت گاہ کی مٹی لانا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میرا بیٹا حسین میرے بعد طف کے میدان میں شہید کیا جائے گا اور مٹی میرے پاس لائے ہیں اور مجھے خبر دی گئی ہے کہ یہ اُن کے دفن کی جگہ ہے۔ ابن سعد اور طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔

سرخ رنگ کی مٹی لانا

حضرت اُم الفضل بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

”عقرب میری اُمت میرے اس بیٹے طحین کو شہید کرے گی اور ان کے دفن ہونے کی جگہ کی سرخ رنگ کی مٹی میرے پاس لائی گئی۔“ ابو داؤد اور حاکم نے مستدرک میں اسے روایت کیا۔

جبریل کا مقتل گاہ کی مٹی لانا

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا کہ:

”جبریل نے مجھے خبر دی ہے کہ میرا بیٹا فرات کی سرزمین میں شہید کیا جائے گا۔ میں نے جبریل سے کہا ان کے مقتل کی مٹی لا کر دکھاؤ۔ پس وہ وہاں کی مٹی لائے ہیں۔“ ابن سعد نے اسے روایت کیا۔

”میرے اس بیٹے سے مراد حسین ہے جو عراق کی سرزمین میں شہید کیا جائے گا جسے کربلا کہتے ہیں۔ پس جو کوئی اُس وقت زندہ ہو موجود ہو ان کی امداد کرے۔“

بنوفی، ابن السکن، ماوردی، ابن منذر اور ابن عساکر نے حضرت انس

ابن حارث بن نمیر سے اسے روایت کیا ہے۔ بغوی نے کہا کہ مجھے علم نہیں کہ اس کے سوا کسی اور نے روایت کیا ہو۔ اور ابن اسکن نے کہا کہ انس کی اس کے سوا اور کوئی روایت سوائے اس سند کے نہ تو کوئی ہے اور نہ ہی اس کا علم ہے۔ جبریل نے مجھے خبر دی کہ میرا فرزند حسین شہید کیا جائے گا اور یہ اس زمین کی مٹی ہے۔ خلیلی نے ارشاد میں اسے نقل کیا ہے اور حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جبریل ہمارے ساتھ گھر میں تھے انہوں نے کہا کہ آپ انھیں محبوب رکھتے ہیں؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یقیناً پھر جبریل نے عرض کیا۔ آپ کی اُمت اس سرزمین میں انھیں شہید کرے گی جسے کربلا کہتے ہیں۔ پھر جبریل نے وہاں کی مٹی مجھے لاکر دکھائی۔ طبرانی نے کہہ میں اسے بیان کیا۔

قابل حسین پر غضب الہی

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جبریل نے مجھے خبر دی کہ میرا بیٹا شہید کیا جائے گا اور جان کا قاتل ہو گا اُن پر شدید غضب الہی ہو گا۔ ابن عساکر نے اسے روایت کیا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ جبریل نے اُس جگہ کی مٹی لاکر دکھائی جہاں امام حسین شہید ہوں گے۔ پس اللہ کا سخت غضب ہے اس شخص پر جو ان کا خون بہائے۔

محبوب خدا کو قتل حسین کا ملال ہونا

اے عائشہ! قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے مجھے انتہائی ملال ہے کہ میری اُمت میں کوئی ایسا ہو گا جو میرے بیٹے حسین کو قتل کرے گا۔ اسے ابن سعد نے روایت کیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ جبریل میرے پاس خبر لائے کہ میرے بیٹے کو میری اُمت قتل کرے گی۔ میں نے کہا کہ وہاں کی مٹی لاکر دکھاؤ تو انہوں نے سرخ رنگ کی مٹی لاکر دکھائی۔ طبرانی نے کہہ میں اسے روایت کیا۔

حضرت حسین کے بدلہ میں ستر ہزار اور ستر ہزار کا قتل ہونا

حضرت زینب بنت جحش سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی فرمائی کہ میں نے یحییٰ بن زکریا کے بدلے ستر ہزار قتل کرائے اور آپ کے بیٹے کے بدلے ستر ہزار اور ستر ہزار قتل کر اڈل گا۔ حاکم نے اسے مستدرک میں روایت کیا۔

مٹی کا سو گھنٹا اور آنکھوں سے آنسو بہنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ میرے پاس پہلے سے جبریل کھڑے تھے مجھ سے کہا کہ فرات کے کنارے حسین شہید

کیے جائیں گے اور کہا کہ اگر آپ فرمائیں تو آپ کو وہاں کی مٹی سونگھا دوں۔
میں نے کہا ہاں! تو جبریل نے اپنا ہاتھ لمبا کیا اور ایک مشت خاک لاکر مجھے
دے دی۔ یہ خاک دیکھ کر میری آنکھیں قابو سے باہر ہو گئیں اور آنسو بہنے
لگے۔ اس حدیث کو احمد، ابویعلیٰ، ابن سعد اور طبرانی نے کبیر میں، حضرت علی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابو امامہ اور انس اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا۔ اور
ابن عساکر نے ام سلمہ، ام الفضل بنت الحارث زوجہ حضرت عباس رضی اللہ
عنہم سے اور ابن سعد نے حضرت عائشہ سے اور ابویعلیٰ ان زینب ام المومنین سے
روایت کرتے ہیں کہ گویا میں اس چنگبرے کتے کو دیکھ رہا ہوں جو میری اہلیت
کے خون میں منڈ ڈال کر پی رہا ہے۔

حیرت زدہ خبر لانا

ابن عساکر نے حضرت حسین ابن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ اے
عائشہ کس قدر حیرانی میں ڈالنے والی خبر ہے کہ ابھی ابھی میرے پاس وہ
فرشتہ آیا جو کبھی نہیں آیا تھا اُس نے مجھ سے کہا کہ میرا یہ بیٹا قتل کیا
جائے گا اور کہا کہ اگر آپ چاہیں تو اُن کے قتل ہونے کی جگہ کی مٹی لاکر
دکھاؤں۔ پھر فرشتہ نے ہاتھ اٹھایا اور سرخ رنگ کی مٹی لاکر دکھائی۔
طبرانی نے کبیر میں اسے روایت کیا۔

قاتل حسین پر عذاب شدید ہوگا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یزید! اللہ تعالیٰ اس یزید

قاتل ملعون میں برکت دکرے؟ سنو! میرے پیارے محبوب بیٹے حسین کی
خبر شہادت کے ساتھ اُن کے قتل ہونے کی جگہ کی خاک میرے سامنے لائی
گئی۔ میں نے اُن کے قاتل کو دیکھا۔ سنو! جن لوگوں کے سامنے انھیں شہید
کیا جائے گا وہ ان کی مدد نہ کریں گے اس وجہ سے اللہ تعالیٰ ان پر بھی عذاب
مسلط کرے گا۔ ابن عساکر نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

حضرت حسین ہجری ستھ کے شروع میں شہید کیے جائیں گے۔ اے
طبرانی نے کبیر میں اور خطیب و ابن عساکر نے حضرت ام سلمہ سے روایت
کیا اور اس میں سعد ابن طریف نے روایت کیا جو متردک ہے اور ابن جہان نے
کہا کہ یہ شخص احادیث گھڑا کرتا تھا اور ابن جوزی نے اسے موضوعات میں مرقوم
کیا۔

بن کھولت کی آمد

حضرت حسین اُس وقت شہید کیے جائیں گے جبکہ اُن پر بن کھولت آنے
والا ہوگا۔ اسے طبرانی نے کبیر میں بیان کیا۔ اس میں بھی سعد بن طریف نے
روایت کیا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقتل حسین سے آنا

جامع الاصول میں ترمذی کی حدیث سلمیٰ سے مروی ہے جو ایک انصاری
عورت تھی اُس نے کہا کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی

تو وہ در رہی تھیں۔ میں نے کہا کیوں روتی ہو؟ کہا میں نے ابھی ابھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا ہے اور آپ کے سر اور واطھی کے بال گرد آلود تھے اور آپ بھی در رہے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کیا حال ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں ابھی ابھی حسین کی قتل گاہ سے آ رہا ہوں اور اس میں بخاری و ترمذی کی حدیث بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے۔

امام عالی مقام کا سر مبارک عبید اللہ بن زیاد کے پاس لایا جانا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ عبید اللہ بن زیاد کے پاس حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک لایا گیا اور ایک طشت میں رکھا گیا اور اُس نے سر مبارک کو چھتری سے چھیڑا اور اُس کے حن کے بارے میں کچھ کہا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا قسم بخدا یہ حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے ساتھ بالکل مشابہ تھے اور اُس وقت دسمہ کا خضاب لگا ہوا تھا۔

ابن زیاد کا امام حسین علیہ السلام کے حُسن کی تعریف کرنا

مروی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ابن زیاد کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک لایا گیا تو وہ چھتری سے آپ کی ناک میں چھیڑنے لگا اور کہتا تھا کہ میں نے ایسا حسین و جمیل کبھی دیکھا

میں نے کہا، سنو! بلا شک و شبہ یہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔ پہلی روایت کو بخاری نے اور دوسری روایت کو ترمذی نے تخریج کیا۔ اور اس میں عمارہ بن عمر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ جب عبید اللہ بن زیاد اور اُس کے ساتھیوں کا سر کاٹ کر لایا گیا تو میں نے ارادہ کیا کہ مسجد کے صحن کی طرف جاؤں، تو میں پہنچ گیا۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ وہ آیا اوہ آیا! اچانک ایک اثر دہا سروں کے ماہین گھس گیا اور عبید اللہ بن زیاد کے تقنوں میں گھس گیا، کچھ دیر پھر اُس پھر نکل کر چلا گیا حتیٰ کہ وہ غائب ہو گیا۔ پھر لوگ کہنے لگے وہ آیا وہ آیا! اس اثر دہانے میں دفعہ ایسا کیا۔ اسے ترمذی اور علامہ سیوطی نے اپنی کتاب تاریخ الخلفاء میں نقل کیا اور یہی نے دلائل میں نقل کیا۔

ایک بوتل میں خون

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دوپہر کے وقت دیکھا کہ پر آگندہ غبار آلود ہیں اور آپ کے ہاتھ میں ایک بوتل ہے جس میں خون ہے۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان یہ کیا ہے، فرمایا یہ حسین اور اُن کے ساتھیوں کا خون ہے۔ میں اسے فلاں دن سے جمع کر رہا ہوں۔ جب میں نے شام کیا تو دہی دن تھا جس دن وہ شہید کیے گئے تھے۔ جنات کی آہ و زاری ابو نعیم نے دلائل میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کیا۔

وہ کہتی ہیں کہ میں نے سنا کہ جنات حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر روتے اور نوحہ کرتے تھے۔

جنات کا اشعار میں نوحہ خوانی کرنا

ثعلب نے امالی میں ابو حباب کلبی سے نقل کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں کربلا میں آیا۔ میں نے دریافت کیا یہاں کے کون لوگ شریف ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ تم لوگ جنات کا نوحہ سنا کرتے ہو؟ اُس نے کہا تم یہاں جس سے بھی ملو گے وہ تمہیں یہی بتائے گا کہ میں نے ایسا سنا ہے تو میں نے کہا بتاؤ تم نے کیا سنا ہے؟ اس نے کہا میں نے جنات کو یہ اشعار کہتے ہوئے سنا ہے:

نبی کریم نے ان کی پیشانی پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا
تو اُن کے رخساروں سے روشنی چمکتی ہے
ان کے والدین قریش کے بہت بڑے بزرگ تھے
اور ان کے نانا جان سب سے بہتر تھے

یزید کا رخنہ ڈالنا

ابو یعلیٰ نے منہ ضیف کے ساتھ ابو عبیدہ سے روایت کیا کہ میں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہمیشہ میری اُمت کا معاملہ حق و انصاف پر قائم رہے گا یہاں تک کہ پہلا ایک آدمی نبی اُمیہ میں سے ہو گا

جسے یزید کہا جائے گا وہ رخنہ ڈالے گا۔

سنت کو بدلتے والا شخص

رویانی نے اپنی مسند میں حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے سنا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں پہلا وہ شخص جو میری سنت کو بدلے گا وہ نبی اُمیہ میں سے ایک شخص ہو گا جس کا نام یزید ہو گا۔

بنیں کوڑوں کی سزا

نوافل بن ابوالفرات نے کہا کہ میں حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کہ ایک شخص نے یزید کا ذکر کیا۔ اُس نے کہا امیر المومنین یزید بن معاویہ اُنہوں نے فرمایا تو اُسے "امیر المومنین" کہتا ہے۔ پھر حکم دیا کہ اسے بیس کوڑوں کی سزا دی جائے۔ انتہی۔





معلوم ہونا چاہیے کہ جب سال ۱۱۱ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر چڑھائی کی تو حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کے حق میں خلافت سے علیحدگی اختیار کر لی۔ تب سے اس سال کا نام عام ابھار پڑ گیا کیونکہ اس سال میں ایک خلیفہ پر امت مسلمہ نے اجماع کیا۔ اور اسی سال حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مروان بن حکم کو مدینہ منورہ کا گورنر بنایا۔ اور ۱۱۳ھ میں "رے" کو فتح کیا اور اس کے علاوہ سبستان کے کچھ شہروں کو اور سوڈان کے ارد گرد کے علاقہ کو بھی فتح کیا اور اسی سال حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُمیہ کے بیٹے زیاد کو نائب بنایا۔ یہ پہلا تقسیم ہے کہ اسلام میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کی تبدیلی

عمل میں آئی۔ اسے قطعی وغیرہ نے بھی روایت کیا۔

یزید کی خلافت کے لیے عہد کیا جانا

۱۱۱ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل شام کو اپنے بعد اپنے بیٹے یزید کی ولی عہدی کی بیعت کے لیے بلایا تو سب نے یزید کی بیعت کر لی۔ یہ سب سے پہلا عمل ہے جو اپنے بیٹے کی خلافت کے لیے عہد کیا گیا اور یہ کہ اپنی صحت کی حالت میں اپنا ولی عہد بنایا۔ پھر یہ مروان کو مدینہ میں خط بھیجا کہ وہاں اس پر بیعت لے۔ چنانچہ مروان نے خطبہ دیا کہ امیر المؤمنین کا ارادہ ہے کہ تم پر اپنے بیٹے یزید کو سنت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے طریقہ پر خلیفہ بنایا جائے اس وقت حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کھڑے ہو کر فرمایا، نہیں! قیصر و کسریٰ کی سنت پر! کیونکہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نہ تو اپنی اولاد کو خلیفہ بنایا اور نہ ہی کسی گھروالے کو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیعت کے لیے بلوایا جانا

۱۱۱ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حج کیا اور اپنے بیٹے کے لیے بیعت چاہی۔ چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بلایا۔ وہ تشریف لائے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اُن سے کہا اے ابن عمر! تم مجھ سے کہا کرتے تھے کہ کیا یہ بات تمہیں پسند نہیں کہ میں بات کو ہی سو جاؤں اور تمہارے اوپر اُس وقت کوئی امیر نہ ہو۔ اب میں تمہیں

بتانا چاہتا ہوں کہ تم مسلمانوں کی لاشی کو ٹکڑے ٹکڑے کر دو یا ان میں فساد برپا کر دو۔ یہ سن کر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی۔ پھر فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ تم سے پہلے بھی خلفاء گزرے ہیں اور ان کے بیٹے بھی تھے اور باقی اولاد بھی تھی اور تمہارا بیٹا اُن کے بیٹوں سے زیادہ بہتر بھی نہیں ہے لیکن انہوں نے پھر بھی اپنی اولاد کے لیے یہ تجویز کیا جو تم اپنی اولاد کے لیے تجویز کر رہے ہو۔ لیکن اُن خلفاء نے مسلمانوں کو اختیار دیا کہ وہ جسے بہتر سمجھیں خلیفہ مقرر کر لیں اور تم مجھے اس سے خائف کرتے ہو کہ میں مسلمانوں کی لاشی کو ٹکڑے کر دوں حالانکہ میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا میں تو مسلمانوں میں سے ایک فرد ہوں جب تمام مسلمان کسی ایک بات پر جمع ہو جائیں گے تو میں بھی ہر طرح سے اُن کے ساتھ ہوں گا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا خدا تم پر رحمت کرے ازاں بعد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما واپس آگئے۔ پھر حضرت ابن ابوبکر رضی اللہ عنہما کو بلوایا۔ وہ آئے تو اُن سے گفتگو شروع کی۔ اُنہوں نے دوران گفتگو کہا بیشک تم نے خدا کی قسم یہ چاہا ہے کہ ہم نے تمہیں تمہارے بیٹے کے معاملہ میں اللہ کی طرف سے وکیل بنا دیا ہے؟ قسم بخدا ایسا نہ کیجئے۔ قسم بخدا ہم اس معاملہ کو مسلمانوں کے سامنے مجلس مشاورت میں صاف کریں گے ہم نے تمہاری نیت کو بھانپ لیا ہے پھر وہ لڑ جھگڑ کر چلے گئے۔ ازاں بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، اے اللہ! مجھے اس شر سے جس طرح تو چاہے بچا۔ پھر کہا اے شخص ٹھہر جا۔ اہل شام کے ہاں نہ جاتا کیونکہ مجھے یہ خوف ہے کہ وہ میرے لیے تم پر سبقت نہ کر جائیں۔ حتیٰ کہ میں سب

کو یہ خبر سناؤں کہ تم نے بیعت کر لی ہے اس کے بعد جو دل میں وہی کرنا۔

حضرت ابن زبیر کو بلوایا جانا

ازاں بعد حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بلوایا اور ان سے کہا اے ابن زبیر! تم چالاک و مڑی ہو کہ جب کبھی بھی ایک بل سے نکلنے ہو تو جھٹ دوسرے بل میں داخل ہو جاتے ہو۔ یقیناً تم ان دونوں شخصوں سے ملے ہو اور ان کے نقصانوں میں پھونک ماری ہے اور ان دونوں کو ان کی رائے کے خلاف بھکا دیا ہے۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا اگر تم امیر ہو تو امداد سے علیحدہ ہو جاؤ اور پھر اپنے بیٹے کو لاؤ۔ پھر ہم اس سے بیعت کریں گے۔ تم غور نہیں کرتے جب ہم نے تمہارے ساتھ تمہارے بیٹے کی بھی بیعت کر لی تو ہم کس کس کا حکم مانیں گے۔ تم دونوں کی بیعت ایک جگہ کبھی جمع نہیں ہو سکتی ازاں بعد وہ بھی چلے گئے۔

حضرت امیر معاویہ کا منبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھنا

ازاں بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر چڑھے۔ حمد باری تعالیٰ کے بعد کہا میں نے لوگوں کو شرمناک باتیں کہتے پایا ہے۔ وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر اور ابن ابوبکر اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم نے یزید کی بیعت نہیں کی۔ حالانکہ ان سب نے سنا اور مانا اور اس کی بیعت کی ہے۔ اس پر شایعوں نے کہا کہ ہم اُس وقت ہرگز نہیں مانیں گے جب تک کہ وہ سب

کے سامنے آکر بیعت نہ کریں ورنہ ہم انہیں ہلاک کر دیں گے۔ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، سبحان اللہ! لوگ قریش کے ساتھ کتنی جلدی بڑائی پر آمادہ ہیں۔ آج کے دن کے بعد کبھی تم سے میں ایسی باتیں نہ سنوں۔ پھر چنے آئے اور اس کے بعد لوگ چرچا کرنے لگے کہ حضرت ابن عمر، حضرت ابن ابوبکر، حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بیعت کر لی ہے حالانکہ یہ شخص کہتے رہے کہ قسم بخدا ہم نے بیعت نہیں کی ہے پھر لوگ کہتے ہاں نہیں کی۔ اڑاں بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کو واپس لوٹ آئے۔

فساد برپا کرنے والے افراد

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ دو آدمیوں نے لوگوں کے درمیان فساد برپا کیا۔ ان میں ایک تو عمرو بن العاص ہیں کہ نیریزوں پر قرآن اٹھانے کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اشارہ کیا، سو اٹھائے گئے اور ابن الغرار نے کہا کہ پھر خاریجیوں کو حکم دیا کہ یہ حکیم قیامت تک باقی رہے گی۔

دوسرے مغیرہ بن شعبہ ہیں، کیونکہ یہ کوندہ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گورز تھے۔ انہوں نے انہیں خط لکھا کہ جب تم اسے پڑھو تو جلد از جلد مجھ کو بر کر چلے آؤ لیکن مغیرہ نے دیکھ کر دی، جب وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے دیر کرنے کی وجہ پوچھی۔ مغیرہ نے کہا ایک معاملہ پیش آگیا تھا اسے بٹانے کی کوشش کر رہا تھا۔ پوچھا وہ کون سا معاملہ تھا، کہا تمہارے بعد یزید کی بیعت! پوچھا کیا تم نے اس کو پورا کر لیا ہے، کہا

ہاں! حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تم اپنی جگہ پر بحال ہو کہ چلے جاؤ۔ وہاں سے جب مغیرہ اپنے ساتھیوں کے پاس آئے تو پوچھا کیا معاملہ پیش آیا؟ کہا کہ میں نے معاویہ کے پاؤں چرطے کی رکاب میں ایسے دکھ دیئے ہیں کہ قیامت تک اُسی میں رہیں گے۔

یزید کے لیے موت کی آرزو کرنا

علامہ ابن سیرین نے کہا کہ عمرو بن عزام قاصد بن کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ اُمت محمدیہ کے حق میں خدا سے ڈریئے ان پر کسے خلیفہ مقرر کر رہے ہو۔ جواب میں کہا میں نے تمہاری نصیحت سنی اور تو نے کہا میری یہ رائے ہے حالانکہ میرے بیٹے اور اُن کے بیٹوں کے سوا کوئی باقی نہیں ہے اور میرا بیٹا زیادہ حق دار ہے۔

عطیہ بن قیس نے کہا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ میں کہا اے اللہ العالمین اگر میں یزید کو اس کی قابلیت دیکھ کر ذلی عہد کیا ہے تو اس کو تو اس پر پہنچا جو میری آرزو ہے اور تو اس کی مدد فرما۔ اگر میں نے باپ کی محبت میں جو باپ کو اولاد کے ساتھ ہوتی ہے ایسا کیا ہے اور وہ اس قابل نہیں تو اُسے ذلی عہد بننے سے پہلے ہی موت دے دے۔

شامیوں کا یزید کی بیعت کرنا

یزید بدبخت شقی و سرکش ۲۵؎ یا ستمہ میں تولد ہوا اور اس کے

باپ نے اسے ولی عہد بنایا حالانکہ لوگ اسے پسند نہیں کرتے تھے جیسا کہ اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے۔ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا اور یہ واقعہ رجب ستمہ ہجری کا ہے تو شامیوں نے یزید کی بیعت کر لی۔ پھر اہل مدینہ کی طرف قاصد بھیجا کہ وہ اس کی بیعت لے تب حضرت امام حسین اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے اس کی بیعت سے انکار کر دیا اور راتوں رات جانب مکہ معظمہ چلے گئے لیکن حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہ تو اس کی بیعت کی اور نہ ہی اپنی طرف کسی کو بلایا۔

عراق کی جانب روانگی کا قصد کرنا

لیکن حضرت ابن حسین رضی اللہ عنہ کو کوفیوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ہی خطوط لکھے تھے اور خروج کی طرف بلادے تھے مگر آپ انکار کرتے رہے۔ پھر جب یزید کی بیعت لی گئی تو یہ اُس وقت تردد لاحق ہو گیا کبھی ارادہ اقامت فرماتے اور کبھی ان کی جانب تشریف لے جانے کا عزم کرتے۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روانگی کا مشورہ دیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ایسا ارادہ نہ کرتا چاہیے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا آپ نہ جاسیے کیونکہ حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت دونوں کا فتنہ بنایا تھا لیکن آپ نے آخرت کو پسند فرمایا چونکہ آپ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جگر گوشہ ہیں اس لیے آپ کو سبھی دنیا نہیں ملے گی۔ ازاں

وہ گلے مل کر روئے اور رخصت کر دیا۔

ازاں بعد حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ روانگی کے بارے میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم پر غالب آ گئے۔ قسم ہے مجھے اپنی عمر کی بیشک انہوں نے اپنے باپ اور اپنے بھائی سے عبرت دیکھی ہے اسی قسم کی گفتگو حضرت جابر بن عبد اللہ اور حضرت ابوسعید خدری اور ابو ولید یحییٰ وغیرہ نے کی مگر آپ نے کسی کی بات نہ مانی اور عراق کی جانب روانہ ہونے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا قسم خدا میں ایسا خیال کرتا ہوں کہ شاید آپ اپنے بیٹوں، عورتوں اور بیٹیوں کے مابین شہید کر دیئے جائیں گے جیسا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کر دیئے گئے تھے مگر حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبول نہ فرمایا۔ اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روئے لگے اور کہا کہ آپ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی تنہا پوری کر دی۔ اور جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو فرمایا اب تو تمہاری خواہش پوری ہو گئی۔ یہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ تشریف لیے جا رہے ہیں اور حجاز تمہارے لیے چھوٹ جاتے ہیں اور یہ شعر پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے : ہ

اے طائر قفرہ کشادہ سبزہ زار تیرے لیے کیا ہے
تیرے لیے تمام میدان خالی ہے پس تو اب اُٹھ بچے دے
اور اب جہاں چاہے تو روانہ پانی حاصل کر
آج تیرا شکاری بیمار ہے تجھے مبارک ہو

اہل عراق کا حضرت حسین کی خدمت میں خطوط روانہ کرنا

اہل عراق نے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بہت سے قاصد اور خطوط بھیجے جس میں وہ آپ کو اپنی طرف بلاتے تھے۔ پھر آپ نے دس ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ سے اہلیت کی ایک جماعت کے ساتھ جس میں مرد و عورتیں اور بچے بھی تھے عراق کی طرف کوچ فرمایا اس وقت یزید نے گورنر کو فہ عیید اللہ بن زیاد کو خط لکھا کہ وہ آپ سے جنگ کرے۔ پس اس نے چار ہزار کا لشکر بھیجا۔ ان پر عمر دین سعد بن وقاص کو سردار بنایا۔ کوفہ والوں نے اپنی عادت کے مطابق آپ کو دھوکا دیا جیسا کہ آپ کے باپ کو دیا تھا اور آپ کی مدد نہ کی۔ جب آپ کو دشمن نے گھیر لیا تو آپ نے ان پر اطاعت و رجوع اور یزید کے پاس جانا سامنے رکھا۔ تاکہ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھیں تو ان لشکریوں نے انکار کر دیا مگر یہ کہ وہ آپ کو شہید کر دیں۔ پس آپ شہید کر دیئے گئے اور آپ کا سر مبارک طشت میں رکھ کر ابن زیاد کے سامنے لے گئے۔ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو آپ کے قاتل اور اس کے ساتھ ابن زیاد اور یزید پر بھی۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کو ملا میں واقع ہوئی۔ آپ کی شہادت کا قصبہ بہت طویل ہے۔ دل اس کے ذکر کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔

یوم عاشورہ کا مصائب زدہ منظر

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ اہل بیت میں سے سولہ مرد شہید ہوئے

اور جب حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے تو سات روز دنیا نے واویلا کیا اور سورج کی روشنی دیواروں پر ایسی تھی جیسے گیس کی رنگی ہوئی سُرخ چادر اور ستارے آپس میں ٹکراتے تھے۔ اور آپ کی شہادت دس محرم الحرام کو ہوئی۔ اس دن سورج کو گھس لگا۔ آپ کی شہادت کے چھ ماہ بعد تک آسمان کے کنارے سُرخ ہے اس دن سے ہمیشہ سُرخ دکھائی دیتی ہے اس سے پہلے وہ نظر نہ آتی تھی۔ روایت ہے کہ اس روز بیت المقدس کا جو پتھر بھی اُٹھا جاتا تو اس کے نیچے تازہ خون پایا جاتا۔ ان کے شکریوں کے تمام کپڑے جل کر راکھ ہو گئے۔ انھوں نے اپنے لشکر میں اُونٹ فوج کیا تو اس کے گوشت میں آگ نظر آئی اور جب اُسے پکایا تو وہ گوشت جل کر کڑوا ہو گیا۔ ایک آدمی نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کی تو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے ایک چمکتا ہوا ستارہ مارا تو وہ اُسے اندھا کر گیا۔ ثعلبی کہتے ہیں کہ عبدالملک بن عمرو لیشی سے رادیوں نے کئی طرح روایت کی ہے۔

دار الامارۃ کی طرف اشارہ کرنا

کہا کہ میں نے اس محل کی جانب اشارہ کیا کوفہ کی دار الامارۃ کہ جس میں حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے سر مبارک کو ایک تھال میں عیید اللہ بن زیاد کے سامنے رکھا دیکھا۔ پھر عیید اللہ بن زیاد کا سر مختار بن عبید کے سامنے دیکھا پھر مختار کا سر مصعب بن زبیر کے سامنے دیکھا۔ پھر مصعب کا سر عبدالملک کے سامنے دیکھا۔ پھر عبدالملک سے میں نے بات کہی تو اس نے بد شکونی

لی اور اس دارالامارۃ کو چھوڑ دیا۔

سراقہ یزید کے پاس آنا

جب حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اُن کے خاندان کے افراد شہید ہو گئے تو ابن زیاد نے اُن سردوں کو یزید کے پاس بھیج دیا تو وہ پہلے تو اُس سے خوش ہوا لیکن جب مسلمان اس کے اس فعل سے ملامت کرنے لگے اور اسے بُرا جاننے لگے تو پھر وہ شرمندہ ہوا۔ مسلمانوں کو اس کا مبغوض جاننا حق بجانب تھا۔

جنگِ حرہ کیا ہے؟

سلسلہ ہجری میں یزید کو خبر ملی کہ اہل مدینہ نے اس پر خروج کیا ہے اور اس کی بیعت توڑ دی ہے تو ایک بہت بڑا لشکر بھیجا اور ان سے قتال کرنے کا حکم دیا۔ ازاں بعد مکہ معظمہ پر چڑھائی کا حکم دیا کہ وہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے جنگ کریں۔ پس وہ لشکر آیا اور بابِ طیبہ پر حرہ واقع ہوا۔ تم جانو کہ جنگِ حرہ کیا ہے۔ یہ وہ واقعہ ہے جسے ذکر کی دل میں گنجائش نہیں اور نہ ہی کان اس کے سننے کی طاقت رکھتے ہیں۔ صرف ایک مرتبہ حضرت حن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔ پس فرمایا کہ قسم بخدا ان میں سے کوئی بھی نہ بچا اس میں صحابہ وغیرہ کی ایک جماعت شہید ہوئی اور مدینہ ٹپ گیا اور کئی ہزار کنواری لڑکیوں سے زنا کیا گیا۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

اللہ اور فرشتوں کی لعنت کس پر

حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ جس نے اہل مدینہ کو ہراساں کیا اللہ تعالیٰ اُس پر خوف ڈال دے گا اور اس پر اللہ اور اس کے ملائکہ کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ اسے مسلم نے روایت کیا۔

غیل ملائکہ کا فرمان

مدینہ کے دہنیے والوں نے جو بیعت کو فسخ کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ یزید کے گناہ بے شمار ہو گئے تھے۔ واقعی نے اسے کئی طرح سے بیان کیا ہے کہ عبد اللہ بن حنظلہ غیل ملائکہ نے کہا کہ قسم بخدا ہم یزید پر خروج نہ کرتے یہاں تک کہ ہم حراساں تھے کہ کہیں ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش نہ ہو کیونکہ بعض لوگ تو اہمات اور لاد اور بیٹیوں اور بہنوں سے نکاح کرنے لگے تھے اور شراب نوشی کرتے اور ناز میں چھوڑ دیتے تھے۔

ذہبی نے کہا کہ مدینہ والوں پر یزید نے جو کرنا تھا کیا باوجودیکہ شراب نوشی اور منکرات پر عمل کرتا تھا۔ تب اس نے لوگوں پر سختی کی اور بہت سے لوگوں نے اس پر خروج کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کی عمر میں برکت نہ دے۔

سردارِ لشکر کی ہلاکت

ازاں بعد یہ لشکر حرہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لڑائی کرنے

کے لیے مکہ معظمہ کی جانب روانہ ہوا تو شکر کا امیر ہلاک ہو گیا تو دوسرا امیر اس کی جگہ بنا دیا گیا۔ اس نے مکہ میں گھس کر حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کر لیا اور لڑائی شروع کر کے سنجیق کے ذریعہ پیچھے پھینک پھینک کر ہلاک کر دیا۔

غلاف کعبہ کا جل جانا

یہ واقعہ سلسلہ کا صفر کے مہینہ کا ہے اور ان کی آگ کے شعلوں سے خانہ کعبہ کے غلاف اور اس کی پتھیں جل گئیں اور اس میں پڑنے کے دونوں سینک جو خانہ کعبہ کی چھت میں آویزاں تھے جل گئے اور اللہ تعالیٰ نے اسی سن کے نصف ربیع الاول میں یزید کو ہلاک کیا اور اس کی ہلاکت کی اطلاع مل گئی۔



فہرست مضامین ماہ صفر

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۶۳	صفر کے بارے میں آراء	۵۵	بیماری، نحوست اور شیطان سے
۶۴	دیگر الفاظ کی تحقیق	۵۵	نجات یافتہ مہینہ۔
۶۶	شریعت کے خلاف عمل	۵۷	زندگی، ارتقا اور مصائب کا کھانا جانا
۶۷	الہام کی توضیح	۵۸	جنت کی تہذیب و تمدن
۶۷	الہام کی توضیح	۵۸	تندرست اونٹ جہاں سے چاہے
۶۸	القول کی توضیح	۵۹	گزرے۔
۶۹	خول کی حقیقت	۶۰	کانوں سے سنا اور آنکھوں سے
۷۰	خول کے پتھر سے رہائی مانگنا	۶۱	دیکھا۔
۷۱	صورتیں بدلنا	۶۱	پیٹ کا سانپ
۷۱	اللہ کی حقیقت	۶۱	نفل صفر کی حکمت عجیبہ
۷۲	نور کے معانی	۶۲	صفر کے معنی و مفہوم
۷۲	نماز استقامت کا ارادہ کرنا	۶۲	صفر ایک درد ہے
۷۳	چاند کا سنا زل طے کرنا	۶۳	ایک سال حلال اور ایک سال
۷۳	صحیح بخاری میں نور کی تعریف	۶۳	حرام کرنا۔

بیماری

بیماری، نحوست اور شیطان سے نجات یافتہ مہینہ

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

”ماہِ صفر میں نہ کسی قسم کی بیماری ہے اور نہ ہی نحوست ہے اور نہ ہی شیطان اور بھوت کا حملہ ہے۔“

مسلم نے اس کی تخریج کی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضور نبی خیب وان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ:

”ماہِ صفر میں نہ تو بیماری کا لگنا ہے اور نہ ہی نحوست اور نہ ہی بھوت و شیطان کا خطرہ ہے۔“ مسلم نے اسے تخریج کیا۔

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۸۴	برکت کس میں ہے؟	۷۴	علامہ ابن عربی اور نووی کا تصور
۸۵	فال کیا ہے؟	۷۴	علامہ طیبی اور قاضی عیاض کے تصور
۸۵	عیاذ اور طیرہ میں فرق	۷۵	طیرہ اور عددی میں امتیاز
۸۶	جست کسے کہتے ہیں؟		باب اول
۸۶	گھر میں بے برکتی ہونا	۷۵	طیرہ کے بیان میں
۸۸	جامع کبیر کی احادیث	۷۶	فال اور طیرہ میں امتیاز
۸۸	طیرہ شرک ہے	۷۷	کرمافی کا تصور
۸۸	زمانہ جاہلیت کا عمل	۷۷	امام نووی کا تصور
۸۹	تین صفات	۷۸	تفادل کیا ہے؟
۹۰	کفارہ کی آداب	۷۹	جامع الاصول کی احادیث کا تذکرہ
۹۱	دل میں کھٹک ہونا	۸۰	جامع الاصول کی احادیث
۹۲	ام المؤمنین کی ناراضگی	۸۱	طیرہ کا تذکرہ
۹۲	مکان کے فروخت کا حکم	۸۱	طیرہ شرک ہے
۹۶	باب دوم: عددی کے بیان میں	۸۱	توکل کی برکت
۱۰۱	کوڑھی کی بیعت کی مقبولیت	۸۲	فال کیا چیز ہے؟
۱۰۲	اذن الہی سے سب کچھ ہوتا ہے	۸۴	نحوست کہاں ہو سکتی ہے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا:

”نہ بیماری کا لگنا ہے نہ نحوست اور نہ شیطان کا چنگل“

ایک بدوی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا، یا رسول اللہ! اس اونٹ میں کیا ہے جو تیز دوڑتا اور چھٹتا ہے گویا کہ وہ بہرہاں ہے جسے خارشاں ہے پھر وہ اونٹوں میں داخل ہو جاتا ہے اور سب کو خارشاں ہو جاتی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ سب سے قبل اونٹ کو خارشاں زدہ کس نے کیا۔ بخاری و مسلم، ابوہریرہ نے اسے تخریج کیا۔

اور بخاری میں بھی مروی ہے کہ:

”ماہ صفر میں نہ بیماری کا لگنا ہے اور نہ ہی بدشگونی اور نہ

ہی شیطان چنگل اور نہ ہی کسی قسم کی بدفالی ہے“

اور مسلم کی روایت میں ہے کہ:

”نہ ہی شیطان چنگل اور نہ ہی ستاروں کی رفتار اور نہ ہی

بدفالی ہے“

اور مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ:

”اور نہ ہی بھوتوں کی دخل اندازی ہے“

ابن عثیمہ سے روایت ہے کہ حضور نبی غیب دان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

فرمایا کہ:

”ماہ صفر میں نہ بیماری لگتی ہے اور نہ ہی شیطان وار چلتا ہے

اور نہ ہی بدفالی ہے“

بیمار اونٹ تندرست اونٹوں میں نہ اترے اور تندرست اونٹ جہاں چاہے

پھرے۔ عرض کیا یا رسول اللہ! اس کا سبب کیا ہے؟ فرمایا کہ:

”وہ تکلیف دیتا ہے“

حضرت امام مالک نے موطا میں اسے تخریج کیا۔

جامع کبیر میں یہ احادیث ہیں کہ:

”ماہ صفر میں نہ ہی بیماری لگتی ہے اور نہ ہی بدشگونی،

نہ ہی نحوست اور نہ ہی بدفالی اور یہ کہ جذامی سے اس طرح

بھاگنا چاہئے جیسے شیر سے بھاگا جاتا ہے“

حضرت امام احمد نے اپنی مسند میں اور بخاری نے اپنی صحیح میں اسے بیان کیا۔

زندگی، رزق اور مصائب کا لکھا جانا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

”کسی کو کسی سے بیماری نہیں لگتی، پس پہلے بیمار کو کس نے

خارش لگائی۔ پس صفر میں کوئی بیماری نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے

ہر ایک جان کی تخلیق فرمائی ہے تو اس نے اس کی زندگی

رزق اور مصائب کو مرقوم کر دیا ہے“

حضرت امام احمد نے اپنی مسند اور ترمذی نے جامع میں اسے بیان کیا۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

”ماہ صفر میں نہ کسی قسم کی بیماری ہے نہ بدفالی ہے اور نہ ہی نحوست

ہے اور نہ ہی بدفالی ہے اور نہ بھوت کے اثرات ہیں ۔
اسے امام احمد و مسلم نے بیان کیا ہے ۔

جنت کی بونہ سونگھن

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ :
”ماہِ صفر میں نہ کوئی بیماری لگتی ہے اور نہ ہی بدفالی ہے اور نہ ہی نحوست ہے ۔“

امام احمد و ترمذی و ابوداؤد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا
اور امام احمد و مسلم نے سائب بن یزید سے بیان کیا کہ :
”ماہِ صفر میں نہ نحوست ہے اور نہ بیمار کی بیماری تندرست
کو لگے ۔“

اسے قاضی محمد عبدالباقی انصاری نے اپنی حدیث کے جزو میں اپنے بزرگوں
سے بیان کیا ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ :
”نہ ہی صفر میں نحوست ہے نہ ہی کسی قسم کی بیماری لگتی ہے
اور نہ دو مہینے سا طہران کے ہوں اور جس نے اللہ کے
ذمہ سے بد عہدی کی تو وہ جنت کی بونہ سونگھے گا ۔“

طبرانی نے معجم کبیر میں اور ابن عساکر نے عبد الرحمن بن ابی عمیر مرزنی سے اسے
بیان کیا ۔

طبرانی نے اسے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے بھی ان الفاظ میں بیان
کیا کہ :

”ماہِ صفر میں نہ ہی نحوست ہے اور نہ دو مہینے تیس تیس دن
کے ہوں ، جس نے اللہ کے ذمہ سے بد عہدی کی سو وہ
جنت کی خوشبو نہ پائے گا ۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک جان
کو پیدا کیا تو اس نے اُس کی زندگی ، اُس کی موت ،
اُس کی مصیبت اور اس کا مدق مرقوم کر دیا ہے ۔“

تندرست اونٹ جہاں سے چاہے گزرے

احمد و خطیب نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی
ہے کہ :

”ماہِ صفر میں بیماری نہیں لگے گی اور نہ ہی بد شگون ہوگی
اور نہ ہی نحوست ہے پس پہلے کو کس سے بیماری لگے گی ؟“

اسے احمد و ابن ماجہ اور طبرانی نے کبیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت کیا کہ :

”ماہِ صفر میں نہ کسی کو بیماری لگتی ہے اور نہ ہی کوئی
شخص نحوست میں مبتلا ہوتا ہے ۔ بیمار اونٹ تندرست
اونٹوں میں نہ گھسے اور تندرست اونٹ جہاں سے چاہے
گزرے ۔“

عرض کیا گیا یہ کیوں؟ فرمایا اس لیے کہ یہ ایذا دینا ہے۔ اسے یہی حق نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ:

”ماہ صفر میں نہ بیماری گنتی ہے اور نہ ہی نحوست ہے۔“

اسے ابن جریر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

کانوں سے سنا اور آنکھوں سے دیکھا

ثعلبہ بن یزید حمانی سے روایت ہے، کہا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہتے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

”ماہ صفر میں نحوست نہیں ہے اور نہ ہی تندرست کو بیمار کی بیماری لگے۔“

میں نے عرض کیا کہ آپ نے یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا ہے؟ فرمایا:

”ہاں میں نے اپنے کانوں سے سنا اور اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔“

اسے ابن جریر نے بیان کر کے صحیح کہا ہے۔

جب ہم احادیث کو بیان کر چکے تو ہم لاصفر جو فرمایا گیا ہے۔ اس کا مفہوم و مطلب بیان کرتے ہیں۔ تو ہم اسے مرقوم کرتے ہیں کہ:

”ابن اثیر نے نہایت میں رقم کیا کہ صفر اہل عرب کے نزدیک پیٹ کے اندر سناپ ہوتا ہے جو انسان کو بھوک میں مبتلا

ستانا ہے اور یہی مرض متعدی بن جاتا ہے، پس اسلام نے اسے باطل قرار دیا۔“

پیٹ کا سانپ

کوفی شرح بخاری میں ہے کہ صفر ایک پیٹ کا سانپ ہے، وہ سمجھتے تھے کہ خارش سے زیادہ متعدی ہے۔

طیبری شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ اہل عرب گمان کرتے تھے کہ وہ سانپ بھوک کے وقت کاٹا ہے اور بھوک کے وقت جو تکلیف ہوتی ہے، وہ اس کے کاٹنے سے ہوتی ہے۔

لفظ صفر کی حکمت عجیبہ

اور بعض یہ کہا کرتے تھے کہ یہ ایسا مہینہ ہے کہ ان کے گمان میں اس میں مصیبتیں اور آفتیں بہت ہوتی ہیں تو شریعت نے ان کی نفی کر دی اور نہایت میں ہے کہ بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد نسی ہے وہ یہ کہ محرم کو صفر تک موخر کرنا اور صفر کو وہی ماہ محرم ٹھہرا دینا ہے۔ اور امام نووی کی شرح مسلم میں ہے کہ صفر پیٹ میں ایک کیر طے کو کہتے ہیں اور وہ کدو دانے کی طرح بھوک کے وقت چھد سکتے ہیں اور بسا اوقات نارنجی ڈالتے ہیں۔ دوقات دال مہلہ اور با کے موعده کے ساتھ بھور کے نزدیک ہے اور ذوات کی روایت بھی ہے یعنی ذال مجر اور تائے فوقانیہ دونوں نقطوں

سے بھی اس کی تاویل ہو سکتی ہے اور نہایہ میں ہے کہ اول زردی اللہ کی راہ میں سُرخ اوٹوں سے بہتر ہے یعنی بھوکا رہنا۔ اور صفر اس کیڑے کو بھی کہتے ہیں جو جگر میں پسلیوں کی ہڈیوں کے سرے میں پیدا ہوتا ہے تو اُس سے آدمی بہت زیادہ زرد ہو جاتا ہے اور کبھی کبھی وہ اُسے ہلاک بھی کر دیتا ہے۔

قاضی عیاض کے نزدیک لا صفر کے معنی و مفہوم

قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب مشارق انوار میں ہے کہ لا صفر سے مراد وہ مشہور و معروف مہینہ ہے کہ اہل جاہل جس کے طور طریقہ کو نئی میں بدل ڈالتے اور ماہ محرم کو اس سے منفر کر کے صفر کو حرام ٹھہراتے تھے، یہ حضرت امام مالک وغیرہ کا قول ہے۔ اور ایک قول کی بناء پر لا صفر کے یہ معنی مراد ہیں کہ وہ پیٹ میں کیڑا ہوتا ہے جو سانپ کی طرح ہے اور جب بھوکا ہوتا ہے تو انسان کو کاٹتا ہے اور ایک سے دوسرے پر تجاوز کر جاتا ہے اور اس تعدی کو اسلام نے باطل کر دیا۔

صفر ایک دروہ ہے

جامع الاصول میں ہے کہ ابو داؤد نے کہا کہ بقیہ نے کہا کہ میں نے خود محمد بن راشد سے لاہامہ کے معنی دریافت کیے تو فرمایا کہ جہالت کے دور میں لوگ کہتے تھے کہ کوئی نہیں ہے کہ مر جائے اور پھر دفن کیا جائے مگر اس کی قبر میں ہامہ نکلتا ہے۔ اور لا صفر کے معنی دریافت کیے

تو فرمایا کہ جہالت کے زمانے میں لوگ صفر کے مہینے کی آمد کو منحوس تصور کرتے تھے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا لا صفر کہتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو یہ کہتے سنا کہ صفر ایک دروہ ہے جو شکم میں نمودار ہوتا ہے جسے وہ متعدی تصور کرتے ہیں۔ یہ ابو داؤد نے کہا ہے۔

ایک سال حلال اور ایک سال حرام کرنا

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جاہلیت کے زمانہ میں جاہل صفر کو ایک سال میں حلال اور ایک سال میں حرام کر لیتے تھے۔ پھر رسول خدا علیہ التیمۃ والثناء نے فرمایا کہ لا صفر۔ اور اسی میں ہے کہ شرح غریب الصاد میں منقول ہے کہ لا صفر حدیث کی تفسیر مذکور ہو گئی اور عرب گمان کرتے تھے کہ پیٹ میں ایک سانپ ہوتا ہے جو بھوک کے وقت کاٹتا ہے اور یہ متعدی ہے تو اسلام نے اسے باطل قرار دے دیا۔

شیخ حنفی کی آراء صفر کے بارے میں

بندہ ضعیف نے کہا کہ اسی طرح صفر سے مختلف اقوال مراد لینے میں وارد ہیں۔ ان سب باتوں کا خلاصہ تین باتوں پر منحصر ہو جاتا ہے :-
اول یہ کہ صفر سے مراد یا تو معروف ماہ ہے
دوسرے یہ کہ اس سے پیٹ کا کیڑا مراد ہے
تیسرے یہ کہ نئی مذکور مراد ہے۔

اور بدشگونی لینے کے ضمن میں اس کا ذکر کرنا پہلی مراد کے لینے میں تاہد کرتا ہے۔
متعدی امراض کے ضمن میں ذکر کرنے سے دوسرے معنی مراد ہو سکتے ہیں۔ اللہ
تعالیٰ ہی کو بہتر علم ہے کہ اس سے کیا مراد ہے۔

دیگر الفاظ کی تحقیق

جب ہم صفر سے مراد لینے سے فرصت میں آئے تو آب مناسب ہے
کہ دوسرے ان الفاظ کی مراد بھی بیان کر دیں جو احادیث میں وارد ہے چنانچہ
العدوی کے متعلق کہا جاتا ہے کہ مرض متعدی ہو گیا۔ جب اس کے
ہم نشین اور پڑوسی کو یا اس کے ہمراہ خورد و نوش کرنے والوں کو ویسا ہی مرض ہو
جائے بلاشبہ اسلام نے اسے باطل قرار دیا ہے۔

اسی طرح جامع الاصول میں التطیر ہے۔ جامع الاصول کی شرح میں
جو اسی مصنف کی ہے اس کے معنی یہ بیان کیے ہیں کہ طہیرہ وہ ہے جس سے
بدشگونی لی جائے فال کے ذریعہ۔ یہ طہیر سے نکلا ہے۔ عرب کا طور طریقہ
تھا کہ وہ کوئے اور شکرے جیسے پرندوں سے بدفالی کر لیا کرتے تھے اور اس
کو منحوس تصور کرتے تھے اور یہ جانتے تھے کہ یہ پرندے خیر کی ضد اور مانع
ہیں۔ پس اسلام نے اس کی ممانعت کر دی اور فرمایا لا طہیرۃ اور یہ مصدر
ہے جیسے التطیر تطیر الرجل تطیراً یا جیسے کہ تحیۃ الشئ
تخیلاً و خیرۃ۔

دوسرے مصداق سوائے ان دونوں مصداق کے اس وزن پر نہیں آتے

اور الفال دراصل ہموز العین ہے کبھی ہمزہ کی تخفیف کر دی جاتی ہے فال
اس طرح ہوتی ہے کہ کوئی آدمی بیمار ہوا اور دوسرے سے سنا ہے کہ وہ
کہتا ہے اے تندہ دست! یا کسی چیز کی تلاش ہو وہ دوسرے سے سنا ہے
کہ کہتا ہے اے پانے والے! تو وہ اپنے گمان میں یہ خیال کرتا ہے کہ
اب اپنے مرض سے نجات پاؤں گا اور اپنی گمشدہ چیز کو پاؤں گا۔ اس قسم کی
فال بھیج ہے۔ آئندہ اس کی تحقیق آنے والی ہے۔ منقول ہے کہ العدوی
اعداء کا اسم مشتق ہے سے البقوی، الابقاء کا مشتق ہے۔ اعداء
الاعداء کے معنی یہ ہیں کہ اسے وہی مرض ہو گیا ہے جو اس کے ساتھی کو تھا
مثلاً ایک اونٹ کو خارش ہو تو اسے دوسرے اونٹ کے قریب نہ جانے دیں
اس خوف سے کہ کہیں دوسرے کو سچی خارش نہ ہو جائے اور یہ اعتقاد رکھیں کہ
خارش خود بخود آؤ کر دوسرے کو لگ جاتی ہے تو اسے اسلام نے باطل قرار
دیا ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ:

”اللہ تعالیٰ ہی بیمار کرتا ہے اور وہی شفا دیتا ہے“

اسی لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

”پہلے کو خارش کہاں سے لگ گئی۔ یعنی پہلے اونٹ میں

خارش کہاں سے آگئی۔“

توریشی شرح مصابیح میں کہتے ہیں کہ العدوی کے معنی بیماری اور عادت
کے ہیں جو دوسروں کو لگ جائے۔ اس قسم کی بیماری اطباء کے نزدیک سات
امراض میں ہے:

۱۔ جذام (کڑھ) ۲۔ خارش ۳۔ چمک ۴۔ سرخاؤ
۵۔ گندہ دہنی ۶۔ آشوب چشم اور امراض دہانی۔ ۷۔

شریعت کے خلاف عمل

قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مشارق الانوار میں درج کیا ہے کہ علوی
اُسے کہتے ہیں جو زنا بجا بیت کے لوگ اعتقاد رکھتے تھے مریض کا مرض اُس کے
ہم نشین پڑوسی کو لگ جائے حالانکہ وہ اس سے قبل تندرست تھا۔ تو شریعت نے
اس کی نفی کر دی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا لا عدویٰ یہ اس
امر کا بھی محمل ہے کہ ایسا اعتقاد نہ رکھنا چاہیے یا یہ کہ حقیقت میں اس
بات کی کوئی اصل نہیں ہے جیسا کہ فرمایا کہ کوئی چیز کسی کو نہیں لگتی اور حضور
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی ہے کہ پہلے کو کہاں سے لگی۔ یہ دونوں مفہوم
شریعت کے مخالف ہیں۔

الہام جو ہام کی جمع ہے وہ ایک پرندہ ہے کیونکہ عرب اعتقاد رکھتے
تھے کہ مردہ کی ہڈیاں ہامہ ہو کر اڑ جاتی ہیں اور یہ کہا کرتے تھے کہ مقتول ہامہ
سے نکلنا ہے یعنی ہامہ کے سر سے نکلنا ہے۔ وہ ہمیشہ یہ کہا کرتا ہے
کہ مجھے پانی پلاؤ حتیٰ کہ اس کا قاتل ہلاک کر دیا جائے اور نہایہ میں ہے کہ ہامہ
سر کو کھا جاتا ہے اور ایک پرندہ کا نام ہے اور حدیث میں یہی مراد ہے
اور یہ اس لیے کہ عرب اس سے غوست کی بدشگونی لیتے تھے اور ہامہ رات
کا پرندہ ہے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ ہامہ اُتو کہ کہتے ہیں۔ اور

ایک قول یہ بھی ہے کہ عرب گمان رکھتے تھے کہ اُس مقتول کی رُوح جس کے
بغض و کینہ کا بدلہ نہ لیا جائے وہ ہامہ بن کر اُڑتی پھرتی ہے کہ ہامہ مردے
کی ہڈیاں ہوتی ہیں۔ اور ایک قول ہے کہ اس کی رُوح ہامہ ہو جاتی ہے پھر
وہ اُڑتی پھرتی ہے اور اس کا نام صدیٰ رکھتے تھے۔ پس اسلام نے اس کی
نفی فرمادی اور ایسا اعتقاد رکھنے سے منع کر دیا۔

الہامہ کی توضیح

طیبی نے فرمایا کہ الہامہ ایک نام ہے جسے وہ منحوس تصور کرتے تھے اور
عرب گمان رکھتے تھے کہ مردے کی ہڈیاں جب بوسیدہ ہو جاتی ہیں تو ہامہ
ہو کر قبر سے نکل آتی ہیں اور مادی مادی پھرتی ہیں اور اپنے گھروں کی خبر
بھی لیتی ہیں۔ پس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس عقیدہ کو باطل قرار دیا۔
اور ایک قول یہ ہے کہ ہامہ وہ اُتو ہے جب کسی کے گھر پر جا بیٹھتا ہے
تو وہ اُس کو اپنی موت کی خبر دینے والا اعتقاد کرتے تھے اور ہامہ مسمیٰ منصفہ
کے ساتھ ہے روایت مشہورہ کی بنا پر۔ اور ایک قول تشبیہ کا بھی ہے۔

الہام کی توضیح

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ الہام۔ ایک پرندہ ہے جو مردوں
اور قبروں سے محبت رکھتا ہے اور اسے صدیٰ بھی کہتے ہیں اور وہ رات
ہی کو اُڑتا ہے اور وہ اُتو کا خیر ہے مگر اس کا مشابہ ہے۔ اور عرب گمان

رکھتے تھے کہ جب کوئی شخص قتل ہو جائے اور اُس کے کینہ کا بدلہ نہ جائے تو اُسے ہامہ سے جو سر کا اوپر کا حصہ ہے ایک پرندہ ٹکلتا ہے جو اس کی قبر پر چلتا ہے کہ مجھے پانی پلاؤ، مجھے پانی پلاؤ، میں پیاسا ہوں۔ یہاں تک کہ اُس کا قاتل مارا جائے۔ اس سلسلہ میں اُن کے بہت سے اشارے ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے سر سے ایک کیر ٹانگتا ہے پھر وہ پرندہ بن کر ایسی ہی آوازیں دیتا ہے۔ پس حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ممانعت یہی احتمال رکھتی ہے اور اسی طرف بہت سے علماء گزرے ہیں۔ اور اسی جانب حربی اور ابو عبیدہ کا رجحان ہے۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ میں نے پرندہ ہی خیال کیا کرتا ہوں جسے وہ لوگ ہامہ کہتے ہیں۔ حضرت علامہ قاضی نے فرمایا کہ ممکن ہے اس سے تطہیر یعنی بد شگون کو مراد ہو کیونکہ عرب بھی اس پرندہ سے جسے ہام کہا جاتا ہے بد شگون لیا کرتے تھے اور کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو نیک فال لیا کرتے تھے۔ یہ شمر بن حمدویہ کا مذہب ہے اسے ابن اعرابی سے نقل کیا ہے۔ حضرت ابو عبیدہ فرماتے ہیں کہ عرب گمان رکھتے تھے کہ جب مردوں کی ہڈیاں بوسیدہ ہو کر ہامہ بن کر اڑ جاتی ہیں تو اُسے صدی کہتے تھے۔

الغول کی توضیح

الغول حدیث میں ہے اور شرح جامع الاصول میں اس کی تفسیر یوں ہے کہ ایک جانور ہے جس کے بارے میں عرب سمجھتے تھے کہ یہ بعض اوقات راستہ

میں سامنے آجاتا ہے۔ پھر وہ لوگوں کو مار ڈالتا ہے۔ یہ شیاطین کی ایک قسم ہے اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد لا غول اس سے شیطانوں کی حقیقت اور اس کے وجود کی نفی میں نہیں ہے بلکہ اس میں عرب کے اس گمان کا ابطال ہے جو وہ سمجھتے تھے کہ وہ ہلاک کر دیتا ہے اور مختلف صورتوں میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ تم اس کی تصدیق نہ کرو۔

غول کی حقیقت

نہایت میں ہے کہ غول، غیلان کا مفرد ہے اور یہ شیطان، جن کی جنسوں میں ہے۔ عرب گمان رکھتے تھے کہ غول جنگل میں لوگوں کو نظر آتا ہے اور پھر وہ مختلف صورتوں میں بدلتا ہے اور لوگوں کو راستہ سے بھٹکاتا ہے پھر وہ ہلاک کر دیتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان نے اس عقیدہ کا ابطال فرمایا ہے۔

اور ایک قول یہ ہے کہ لا غول میں غول کی ذات کی نفی نہیں ہے بلکہ عرب کے اس گمان کا ابطال ہے جو وہ کہتے تھے کہ وہ مختلف صورتوں میں تبدیل ہو کر لوگوں کو بھٹکاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ کسی کو نہیں بھٹکاتا۔ اور یہ حدیث اس مفہوم کی شاہد ہے کہ غول نہیں ہے بلکہ سعالی ہے اور سعالی جنات میں جادوگر ہوتے ہیں جو تخیلات اور تلبیسات میں مبتلا کرتے ہیں۔ اور یہ

اور اسی سلسلے میں یہ حدیث ہے کہ جب شیاطین پریشان کریں اور مختلف صورتیں بدلیں تو فوراً اذان دینا شروع کر دو یعنی ان کے شر کو ذکر الہی سے دور کر دو کیونکہ اذان سے وہ دور بھاگ جائیں گے۔

یہ حدیث بھی اس پر دلالت کرتی ہے کہ اس غول کی نفی سے ان کے وجود کی نفی مراد نہیں ہے۔ علامہ بغوی نے فرمایا کہ بالکل اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ شیطان کسی کام سے بھٹکانے اور کسی کو ہلاک کرنے کی قدرت ہی نہیں رکھتے بجز اللہ تعالیٰ کے اذن کے۔

اور کہا گیا ہے کہ غیلان جنات کے جادوگر ہیں جو لوگوں کو بھٹکا کر فتنوں میں مبتلا کرتے ہیں۔ مفتاح شرح مصابیح میں ہے کہ غول بفتح الغین مصدر ہے جو معنی غالباً اھلک ہے اور ضمتہ کے ساتھ ایک نام ہے۔ عرب گمان کرتے تھے کہ وہ لوگوں کو نظر آنے میں لہذا شریعت نے اس کی نفی کر دی یہ سبھی ممکن ہے کہ غول حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے دور ہو گیا ہو جیسے آسمان سے باتوں کا سننا ختم ہو گیا۔

غول کے پنچہ سے رہائی مانگنا

طبری نے فرمایا کہ یہ حدیث کہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں غول کے پنچہ میں آؤں۔ اب اگر غول سے کسی چیز کا قبضہ میں آنا اس طرح پر کہ اُسے خبر نہ ہو مراد ہے ان میں مصنف علیہ الرحمہ کہتا ہوں کہ اس کی تائید یہ روایت بھی کرتی ہے کہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں غول کے پنچہ میں شے کی جانب سے آؤں

یعنی میں اس طرح پر مصیبت میں مبتلا ہو جاؤں کہ مجھے خبر بھی نہ ہو۔ اس سے مراد زمین میں دفن جانا ہے جیسا کہ نہایت میں ہے۔

جنات کے جادوگروں کا صورتیں بدلنا

قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مشارق الانوار میں فرماتے ہیں کہ وَلَا غَوْلَ غیلین کے ضمتہ کے ساتھ جو روایت ہے حدیث میں اس کی تفسیر آئی ہے کہ غول وہ ہے جو تنفول کرے یعنی تا اور غیلین کے فتح کے ساتھ مراد ہے مطلب یہ کہ جنات کے جادوگر غیلان کی طرح مختلف صورتیں بدلتے ہیں کیونکہ عرب کہا کرتے تھے کہ غیلان لوگوں کو دکھائی دیتا ہے اور خوب مختلف صورتیں بدلتے ہیں اور انھیں راستہ سے بھٹکاتے اور ہلاک کرتے ہیں۔ پس حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس حالت کو باطل کر دیا۔

النوع کی حقیقت

ارشاد نبوی میں النوع ہے۔ فشرح جامع الاصول میں ہے کہ النوع انواع کا مفرد ہے اور یہ اٹھائیس شمارے ہیں۔ وہ منازل ہیں ان میں سے عرب میں تیرہ صویں رات کو طلوع فجر کے ساتھ ایک منزل ختم ہوتی ہے اور دوسری منزل اس کے مقابل سے طلوع کرتی ہے۔ پس یہ اٹھائیس کو اکب سال بھر میں اپنے دورے تمام کرتے ہیں۔ عرب گمان کرتے تھے کہ ایک منزل کے ساقط ہونے اور اس کے مقابل طلوع کرنے سے بارش ہوتی ہے پس

عرب والے بارش کو منزل کی جانب نیست کرتے تھے اور کتے تھے کہ وہاں منزل کی بناء پر بارش ہوئی۔ اسی لیے اس کا نوع نام ہو گیا۔ اس لیے کہ جب ساقط ہونے والی منزل مغرب کی جانب ساقط ہوتی ہے تو طلوع ہونے والی منزل مشرق سے طلوع ہو جاتی ہے تو کتے میں نیوؤ نوؤ یعنی ڈوبا اور طلوع ہوا۔

نوع کے معانی

ایک قول یہ ہے کہ نوع کے معنی ڈوبنے کے ہیں اور وہ اضداد سے ہے حضرت ابو عبید نے فرمایا کہ اس جگہ کے بغیر کہیں اور نوع کے معنی ڈوبنے کے نہیں ہیں۔ اسی وجہ سے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نوع کے متعلق شدت فرمائی کیونکہ اہل عرب بارش کو اس طرف منسوب کرتے تھے لیکن جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ بارش اللہ تعالیٰ کے امر سے اور کہ ہم پر فلاں منزل کی وجہ سے بارش ہوئی مراد لینا کہ فلاں وقت میں بارش ہوتی ہے کہ وہ فلاں منزل میں ہے تو اب یہ کہنا جائز ہو گا۔

نماز استسقاء کا ارادہ کرنا

مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استسقاء کی نماز کا ارادہ کیا تو حضرت عباس بن عبد المطلب کو بلایا اور پوچھا کہ تریا کی منزل میں کتنے دن باقی ہیں انہوں نے کہا کہ اس کا علم رکھنے والے بتاتے ہیں کہ زمین میں سقوط کے بعد سات و فہ کنارے پر آیا ہے۔ پھر وہ سال پورا نہ ہوا۔

تھا کہ بارش ہو گئی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مراد اس سے یہ تھی کہ اس وقت میں کتنی مدت باقی ہے کہ جب کہ وہ وقت پورا ہو گا اور قدرت الہی سے بارش ہوگی۔

چاند کا منازل طے کرنا

صاحب نہایہ نے مرقوم کیا کہ انواء امر جہلیت کی باتوں میں سے ہے اور وہ اٹھائیس منازل چاند میں اور چاند ہر رات ان میں سے ایک منزل طے کرتا ہے۔ اس طرف آیت کا یہ اشارہ ہے کہ اَلْقَمَرَ قَدْ رَنَّا مَنَازِلَ الْاَیَّ چاند کے لیے ہم نے منازل مقرر فرمائی ہیں۔ نہایہ کا باقی کلام شرح جامع الاصول کے کلام کی طرح ہے۔ ماسوا اس قول کے جو ابو عبید سے منقول ہے۔

صحیح بخاری میں نوع کی تعریف

صحیح بخاری کی شرح میں کرمانی نے فرمایا کہ نوع نون کی فتح اور کون واؤ کے ساتھ ہے اس کے بعد ہمزہ ہے۔ اہل عرب گمان کرتے تھے کہ بارش ستاروں کے ظاہر ہونے اور ڈوبنے کی بناء پر ہے جو شخص صرف اسے ایک وقت تصور کرے تو اس میں بھی مضائقہ نہیں ہے اس لیے کہ کوئی وقت ایسا نہیں ہے جو بندوں پر سورہ مندہ ہو۔ ازاں بعد انہوں

نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منازعہ استفتاء کا واقعہ بیان کیا اسی طرح کہ جس طرح جامع الاصول میں مذکور ہے۔

علامہ ابن عربی اور نووی کا تصور

قاضی ابن عربی نے فرمایا کہ جو آدمی اس کا منتظر ہو کہ یہی ذات باری تعالیٰ کے سوا فاعل ہے یا اس کو اور ذات باری تعالیٰ کو شریک تصور کرے وہ کافر ہے اس لیے تخلیق ذات باری تعالیٰ کا کام ہے اور جو آدمی انواع سے اجراء عادت مراد لے تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہے لیکن علامہ نووی نے فرمایا کہ یہ مکمل وہ ہے اس لیے کہ یہ علامت کفر ہے اور اس سے کفر کا فطر ہو تا ہے۔

علامہ طیبی اور قاضی عیاض کے تصورات

علامہ طیبی نے فرمایا کہ یہ مکمل وہ تشریح ہے۔ علامہ قاضی عیاض نے فرمایا کہ ایسے ہی انواع کا ذکر کرنا جاہلیت کے حکم میں ہے جو یہ کہے کہ فلان نوع کی بناء پر ہم پر بادش ہوئی۔ کیونکہ اہل عرب کے نزدیک (۲۸) منازل میں سے کسی ایک منزل میں ستارہ کے مغرب و سقوط کا نام نوع ہے اور وہ یہ کہ ایک ستارہ کا مغرب میں ڈوبنا اور اسی طرح دوسرے ستارہ کا مشرق سے اس کے مقابل طلوع ہونا ہے۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ایسے وقت یقیناً بادش ہوگی۔ بادش کی وجہ یا تو نوع ہے یا تیز آندھی وغیرہ۔ پھر ان میں سے بھی کچھ تو ڈوبنے والے ستارہ کی تاثیر مانتے ہیں اور کچھ طلوع ہونے

والے کی۔ اس لیے کہ یہی تو ہے جس سے نوع ہوا یعنی اپنی جگہ سے اُپر بھرا طلوع ہوا۔ پس بادش کی اس کی طرف نسبت کرتے ہیں لہذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسا عقیدہ رکھنے سے منع فرمایا ہے اور ان کا یہ قول کہ اس کا فاعل کافر ہوتا ہے اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ بہت سے علماء نے اس پر اتفاق ظاہر کیا۔ ممانعت اور تکفیر اس آدمی کے لیے ہے جو ستارہ کو بالذات فاعل اعتقاد کرے نہ کہ وہ شخص جو عادت کی طرف نسبت کرے اور بعض علماء نے ہر طرح پر کفر کا اظہار فرمایا ہے کیونکہ ممانعت عام ہے۔ اور بعض علماء اس کے کفر کے عقیدہ سے مراد کفر ان نعمت یلتے ہیں۔ ہم نے اپنی دوسری کتاب میں اس کو کھول کر بیان کیا ہے۔

طیرہ اور عددی میں امتیاز

اس لیے کہ طیرہ اور عددی لوگوں میں بہت شہرت رکھتا ہے اور عملی اور اعتقادی صورت میں لوگ سخت گرفتار ہیں اور احادیث ان دونوں کے بارے میں بکثرت واقع ہیں تو ہم نے ارادہ کیا کہ اسے مستقل طور پر دو اجاب میں علیحدہ علیحدہ بیان کر دیں۔

باب اول طیرہ کے بیان میں

طیبی میں مرقوم ہے کہ طیرہ طاک کی زیر اور یا کے زبر کے ساتھ ہے اور کبھی یا ساکن بھی ہوتی ہے۔ اس کے معنی کسی شے کو منہوس تصور کرنے کے ہیں

یہ مصدر طہیرہ طہیرہ کا ہے جیسے تحیو حیدرہ۔ ان دونوں کے سوا کوئی اور مصدر اس وزن پر نہیں آتا۔ اور حقیقت یہ ہے جیسا کہ منقول ہے کہ پرندوں اور شکاری کے داہنے ہاتھ میں شکار آنا اور ہرن وغیرہ سے بدشگونی لینا ہے اس پر انھیں اتنا اعتقاد تھا کہ وہ اپنے قصد سے رک جاتے تھے۔ پس شریعت نے اس سے منع کرتے ہوئے اسے باطل بٹھرایا اور خبر دی کہ اس میں کسی طرح کے نفع و نقصان پہنچانے کی تاثیر نہیں ہے اور فال ہمز العین ہے یہ نیک و بد دونوں کے لیے استعمال ہوا ہے۔ اور طہیرہ صرف بدشگونی میں استعمال ہوا ہے اور کبھی نیک فال میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ سب کچھ تذکرہ لغوی معنی کے اعتبار سے ہے لیکن شرعی اعتبار سے اس کا استعمال یہ ہے کہ فال جب مطلق متعل ہوگا تو اس سے نیک کام خاص ہوگا اور طہیرہ امر بد کے لیے۔ ہاں مقلد فال کا استعمال امر بد کے لیے ہو جاتا ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ بد فال مکروہ فال وغیرہ۔

فال اور طہیرہ میں امتیاز

علامہ طہی نے فرمایا کہ فال اور طہیرہ میں فرق حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے سمجھا جاتا ہے جو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مجھے نہ عدویٰ ہے نہ طہیرہ بلکہ مجھے تو فال پسند ہے۔“ صحابہ نے عرض کیا:

”فال کیا ہے؟“
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:
”وہ نیک کلمہ ہے۔“

کرمانی کا تصور

کرمانی نے شرح بخاری میں فرمایا کہ:
”اس کی اصل یہ ہے کہ اہل عرب ہرنوں اور پرندوں کو چھوڑتے تھے۔ پس جب وہ داہنی طرف جاتے تو اُسے متبرک سمجھتے اور اگر بائیں جانب جاتے تو اُسے نحوس سمجھا جاتا۔“

امام نووی کا تصور

امام بخاری نے مسلم کی شرح میں فرمایا کہ اس پر عقیدہ رکھنا شرک ہے اس کا قاعدہ یہ ہے کہ ہر وہ چیز جس کا ضرر نہ واقع ہوتا ہو اور نہ عادتاً اس کے موافق آتا ہو نہ بالخصوص نہ بالعموم تو وہ کام ممنوع ہے۔ اسے طہیرہ کہا جاتا ہے اور ہر وہ چیز جو بالعموم ضرر پہنچائے مگر اُس کی خاصیت نہ ہو اور نہ کبھی کبھی ہو متواتر ہو مثلاً دبا وغیرہ تو اُس میں نہ جائے اور نہ وہاں سے باہر نکلے اور ہر وہ چیز جو خاص ہو مگر عام نہ ہو جیسے مکان اور گھوڑا، اور عورت، اس سے اجتناب کرنا مباح ہے۔

تفاوت کیا ہے؟

نہایہ میں ہے کہ فال ہمزہ کے ساتھ ہر نیک و بد میں استعمال ہے اور طلیہ اکثر جرائی میں مگرنا در طور پر اچھائی میں استعمال ہے اور لوگ بطور تخفیف ہمزہ کو ترک کر دیتے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فال کو اس لیے پسند فرمایا ہے کہ لوگ جب کبھی سبب ضعیف یا سبب قوی سے فائدہ کی امید باری تعالیٰ سے کرتے ہیں اور اس کے انجام کی بھلائی کے امیدوار ہوتے ہیں تو وہ لوگ خیر پر ہیں۔ اگرچہ اُمید کی ہمت میں غلطی کر جائیں لیکن اُمید رکھنا ان کے حق میں مفید ہے لیکن جب وہ اپنی اُمید کو اور اپنی خواہشوں کو ذاتِ باری تعالیٰ سے قطع کر لیں۔ تو یہ صفت مذموم ہے مگر طلیہ! تو یہ ذاتِ باری تعالیٰ کی طرف سے بدظنی اور بلاد کی توقع ہوتی ہے تو یہ توقع عقلمندوں کے نزدیک مذموم اور شریعت میں ممنوع ہے اور تفاوت یہ ہے کہ بیمار آدمی یا گم شدہ شے کا تلاش کرنے والا کسی دوسرے سے سُن لے کہ اُسے تندرست یا اسے پانے والے۔ تو اپنے تندرست ہونے یا پانے کا گمان کرے۔ میں کہتا ہوں کہ حدیث پاک میں کلمہ پاک کا یہی مفہوم ہے۔

طلیہ کیا ہے؟

نہایہ میں ہے کہ طلیہ بمعنی جنس اور فال بمعنی نوع وارد ہے۔ اسی

اسی باب میں یہ ہے کہ طلیہ سے فال زیادہ سچی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ممکن ہے کہ یہ مشاکلت کی ہمت سے ہو کیونکہ طلیہ کے یقیناً لغوی معنی منحوس جاننا ہیں لیکن فال کا عام ہونا مستمم ہے۔
قاموس میں ہے کہ طلیہ اُسے کہتے ہیں جو بُری فال لے کر منحوس بھیجیں۔

جامع الاصول کی احادیث کا تذکرہ

اب جبکہ تم نے طلیہ اور تفاوت کے مفہوم کو جان لیا تو ہم ان احادیث کو بیان کرتے ہیں جو اس باب میں روایت کی گئی ہیں۔ تو معلوم ہونا چاہیے کہ بعض احادیث میں حدودی اور طلیہ کا ذکر ایک جگہ مرقوم ہے۔ لہذا ہم ان میں سے جو حدیث کسی ایک جگہ ذکر کریں گے اُسے ہم دوسری جگہ بیان نہیں کریں گے۔ یہی حال اُن احادیث کا ہے جو ہم نے صخر میں بیان کر دی ہیں۔ اہمیت ہم کسی غرض و غایت سے جو سلسلہ کلام لاحق ہو جائے تو دوبارہ ذکر کر دیں گے۔ اب اُن احادیث کا بیان شروع ہے جو جامع الاصول میں روایت کی گئی ہیں۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اُنہوں نے کہا کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی شے سے بدشگونی نہیں کرتے تھے جب بھی آپ کسی عامل کو روانہ فرماتے تو اس کا نام پوچھ لیتے اگر وہ نام اچھا ہوتا تو آپ بھی خوش ہوتے اور آپ کے درخ انور پر اس مسرت کا اظہار ہوتا اور اگر اس کا نام اچھا نہ ہوتا تو آپ کے درخ انور سے ناپسندیدگی کے آثار نمودار ہو جاتے۔ اور جب آپ کسی گاؤں میں تشریف لے جاتے تو اس کا نام پوچھتے اگر وہ اچھا ہوتا تو درخ انور سے مسرت کا اظہار ہوتا اور اگر اچھا نہ ہوتا تو آپ کے چہرہ مبارک سے ناخوشگواری کے آثار نمودار ہوتے۔ اے ابوداؤد نے بیان کیا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی کام کے لیے باہر نکلتے تو اُسے پسند فرماتے کہ یہ نہیں کہ کوئی یا اس اللہ یعنی نیک دو اور یا بخینج اے پانے والے کہے۔ ترمذی نے اسے تخریج کیا۔

طیرہ کا تذکرہ

عروہ بن عامر قرشی سے روایت ہے کہ اُنہوں نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے طیرہ کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا اس میں جو بہتر ہے وہ فال ہے، مسلمان کو چاہیے کہ کسی قسم کا لہجہ کا تردد نہ کرے۔ پس اگر تم میں کوئی ناپسند کو دیکھے تو اسے یہ کہنا چاہیے اے اللہ! تیرے سوا کوئی بھلائی نہیں لاتا اور تیرے سوا کوئی بُرائی کو نہ دے گا اور نہیں ہم میں کرتا۔ تیرے سوا کسی میں کو طاقت نہیں ہے۔ ابوداؤد نے اس کی تخریج کی۔

طیرہ شرک ہے

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

”طیرہ شرک ہے، طیرہ شرک شرک ہے اور ہم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو طیرہ۔“ ہیرہ سے خالی ہو مگر اللہ تعالیٰ توکل کی برکت سے اس سے دور فرما دیتا ہے۔“ ابوداؤد نے اسے بیان کیا۔

توکل کی برکت

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

”طیرہ شرک ہے، طیرہ شرک ہے اور کوئی ہم میں ایسا نہیں جو طیرہ سے خالی ہو مگر اللہ تعالیٰ توکل کی برکت سے اسے دور کر دیتا ہے۔“

ابوداؤد نے اسے بیان کیا۔

ترمذی میں مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ”طیرہ شرک ہے اور کوئی ہم میں سے ایسا نہیں جو طیرہ سے خالی ہو لیکن اللہ تعالیٰ توکل کی برکت سے دور کر دیتا ہے۔“

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن اسماعیل سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ سیان بن حرب اس حدیث کے متعلق فرماتے تھے کہ میرے خیال میں وما منا لکن اللہ ینہبہ بالتوکل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

قال کیا چیز ہے؟

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

”نہ عدویٰ ہے نہ طیرہ اور مجھے تو فال پسند ہے۔“
صحابہ نے عرض کیا:

”فال کیا ہے؟“

فرمایا،

”وہ نیک کلمہ ہے۔“

بخاری و مسلم نے اس کی تخریج کی۔

اور بخاری میں اس کی مثل ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے کہ:

”مجھے نیک فال، اچھا کلمہ پسند ہے۔“

اور مسلم میں بھی اسی کی مثل ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتیم نے

فرمایا کہ،

”نیک کلمہ پسند ہے۔“

اور ابوداؤد کی ایک روایت بخاری کی مثل ہے اور ترمذی نے

پہلی روایت کو نقل کرتے ہوئے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

”نہ عدویٰ ہے نہ طیرہ۔ البتہ نحوست ہمیں چیزوں

میں ہے۔ گھوڑے، عورت اور مکان میں۔“

ایک روایت میں راوی کا قول ہے کہ شوم یعنی نحوست کا ذکر حضور

الذی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پاس صواب نے کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ،

”اگر نحوست ہو سکتی ہے تو مکان، عورت اور گھوڑے

میں۔“

بخاری و مسلم نے اس کی تخریج کیا۔

اور مسلم میں یوں ہے کہ عورت نے، گھوڑے اور مسکن میں ہے۔ صاحب
موطا اور ابوداؤد و ترمذی اور نسائی نے پہلی روایت کی تخریج کی اور عدویٰ
اور طبرہ کا ذکر نہیں ہے۔

نخوست کہاں ہو سکتی ہے؟

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی
کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:
”اگر کہیں نخوست ہو سکتی ہے تو صرف گھوڑے، عورت
اور مسکن میں ہو سکتی ہے۔“

بخاری و مسلم نے اس کی تخریج کی اور موطا نے اس کی مثل بیان کیا اور وہ
اپنی حدیث میں کہتے ہیں کہ:
”نخوست گھر، خادم اور گھوڑے میں ہے۔“
اسے مسلم اور نسائی نے بیان کیا۔

برکت کس میں ہے؟

حکیم ابن معاذ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا۔
”نخوست نہیں ہے اور کبھی گھر، عورت اور گھوڑے

میں برکت ہوتی ہے۔“
ترمذی نے اسے تخریج کیا۔

فال کیا ہے؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے
کہا کہ میں نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ:
”طیرہ نہیں ہے، اس کا بہتر جزو فال ہے۔“
عرض کیا گیا، یا رسول اللہ! فال کیا ہے؟ تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے فرمایا:

”وہ نیک کلمہ ہے جسے کوئی تم سے سُن لے۔“
اسے بخاری و مسلم نے تخریج کیا۔

عیافہ اور طیرہ میں فرق

حضرت سعد بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے باپ سے روایت بیان
کی کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ فرماتے ہوئے
سنا کہ:

”عیافہ یعنی جانوروں سے فال لینا اور طیرہ اور طرق
بُت پرستی ہے۔“

اسے ابوداؤد نے بیان کیا اور کہا کہ طرق پرندہ کا اڑنا اور عیافہ کبیرہ چھیننا

ہے اور اسی شرح میں کہا کہ عیاض پرندوں کو اڑانا اور اُس سے شگون لینا ہے جس طرح کہ عرب واسے کیا کرتے تھے کہ وہ پرندوں کو اڑا کر شگون لیتے تھے اور طرق کنکریاں مارنا ہے اور کہا گیا ہے کہ ریت میں یکسر میں بنانا ہے۔ جس طرح علم نجوم جاننے واسے دل کی باتیں وغیرہ بتانے کے لیے کیا کرتے ہیں۔ اور بت پرستی وہ چیز ہے جس کی ماسوا اللہ پوجا کی جائے۔

جیت کسے کہتے ہیں

اور ایک قول یہ ہے کہ جیت کا ہن اور شیطان کو کہا جاتا ہے۔ طبعی نے قول بیان کرتے ہوئے کہا کہ عیاض پرندوں کو اڑانا اور اُن کے ناموں بولیوں اور گزر کا ہوں سے شگون لینا ہے اور عرب کے سفروں میں یہ عادت پائی جاتی تھی۔ وہ بولا کرتے تھے کہ عاف یعیف عیاض جب پرندوں کو اڑائے اور اندازہ اور گمان کرے۔ اور طرق وہ کنکریاں مارنا ہے جس طرح عورتیں کرتی ہیں۔ اور ایک قول یہ ہے کہ وہ ریت میں یکسر کھینچتا ہے اور جیت جادو اور کہانت کو کہا جاتا ہے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ ہر وہ شے جسے ماسوا اللہ پوجا جائے۔ اور ایک قول جادو کا بھی ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان یہ جیت سے ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ جیت کا عمل ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ لفظ عربی کا نہیں ہے۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ لفظ حبشی ہے اور قطرب نے کہا جیت وہ ہے جس میں کچھ بھی بھلائی نہ ہو۔

گھر میں بے برکتی ہونا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک شخص نے بارگاہ نبوی میں عرض کیا، یا رسول اللہ! ہم پہلے ایک گھر میں سکونت پذیر تھے جہاں پر ہم بہت سے فروتھے اور بہت سا مال بھی رکھتے تھے۔ پھر ہم نے وہ گھر بدل لیا تو اس میں ہمارے فرد کم ہو گئے اور ہمارا مال بھی کم ہو گیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔
”اسے چھوڑ دو یہ بُرا کھپے۔“

اسے ابو داؤد نے بیان کیا۔

حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ایک عورت آئی، اُس نے عرض کیا ہمارا ایک گھر تھا جہاں ہمارے افراد کثرت سے تھے اور مال میں بھی کثرت تھی۔ پھر ہم نے اسے تبدیل کر لیا تو افراد اور مال میں کمی ہو گئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

”اسے چھوڑ دو یہ اچھا نہیں ہے۔“

موطا نے اسے تخریج کیا۔



ذیل اللہ الرحمن الرحیم

طیرہ شرک ہے

طیرہ تقدیر کے ساتھ ہے۔ اسے حاکم نے مستدرک میں بیان کیا۔
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ طیرہ شرک
ہے۔ ترمذی، احمد اور بخاری نے ارب میں اور ابن ماجہ اور حاکم نے مستدرک
میں روایت کیا۔

زمانہ جاہلیت کا عمل

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت
میں کہا کرتے تھے کہ شگون صرف عورت، جانور اور مکان میں ہے۔
اسے حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔
نخستین میں ہے:

عورت مکان جانور

اسے ترمذی اور نسائی نے ابن عمر سے روایت کیا۔

اگر نخوت کسی چیز میں ہوتی تو مکان، عورت اور گھوڑے میں ہوتی۔
اسے احمد اور بخاری نے سہل بن سعد سے اور بیہقی نے ابن عمر سے اور نسائی نے
جابر سے روایت کیا۔

تین صفات

انسان تین صفات رکھتا ہے:

- ۱۔ شگون لینا۔
- ۲۔ بدگمانی کرنا۔
- ۳۔ حسد کرنا۔

پس طیرہ سے یوں نجات ہے کہ اس طرف خیال نہ کرے اور بدگمانی سے
اس طرح کہ تحقیق کی طرف نہ جائے اور حسد سے اس طرح کہ وہ ظلم نہ کرے۔
اسے بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے اور ابن
صیصری نے امالی اور ویلیبی نے مسند الفردوس میں ان الفاظ میں روایت کیا
کہ مومن تین خصائل رکھتا ہے آخر حدیث تک۔

- ۱۔ وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے کہ جس نے شگون لینا۔
- ۲۔ اور نہ وہ کہ جس کے لیے شگون لینا۔
- ۳۔ اور نہ وہ کہ جو کہانت کرے۔ یا کہ جس کے لیے کہانت کی گئی یا جس
کے لیے جادو کرائے۔

اسے عمران بن حصین نے طبرانی نے کبیر میں روایت کیا۔

جو شخص شگون لے کر اپنے کام سے باز رہا بلاشبہ اُس نے شرک کیا۔
امام احمد اور طبرانی نے حضرت ابو عمرو سے روایت کیا۔

کفارہ کی ادائیگی

طیرہ شرک ہے، طیرہ شرک ہے جو شخص سفر کے ارادہ سے نکلے پھر وہ شگون لے کر باز رہا۔ بلاشبہ اُس نے کفر کیا اور جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوا اس کا عمل سے انکار کیا۔ کوئی نحوست نہیں ہے اگر ہوتی تو گھوڑے عورت اور مکان میں ہوتی ہے۔ جو شخص اپنے کام سے شگون لے کر باز رہا تو بلاشبہ اُس نے شرک کیا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کا کفارہ کیا ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہ پڑھے۔

”کوئی طیر نہیں سوائے تیرے طیر کے، اور کوئی بھلائی نہیں سوائے تیری بھلائی کے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ فال بھیجنے والا ہے اور چھینک عادل گواہ۔ کوئی بد شگون نہیں ہے۔ کبھی مکان، گھوڑے اور عورت میں برکت ہوتی ہے۔“

اسے ترمذی اور ابن ماجہ نے حکیم بن معاذیہ سے بیان کیا۔

”اے حاضر ہونے والے ہم تجھ سے تیرے منہ سے فال لیتے ہیں۔ ہام میں کچھ نہیں اور نظر رکھی ہے۔ بہتر شگون فال ہے۔“

اسے امام احمد و ترمذی نے حضرت جابر سے روایت کیا۔
”کوئی طیرہ نہیں، اس میں بہتر فال ہے جو نیک کلمہ ہے۔ اسے تم میں سے کوئی سنے۔“

اسے امام احمد و مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔
”بہ عددی ہے اور نہ طیرہ، مجھے فال پسند ہے۔“
اسے دارقطنی نے متفق علیہ میں روایت کیا۔

دل میں کھٹک ہونا

حضرت ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا تمھاری کیا رائے ہے کہ اپنی لونڈی کی طرف سے میرے دل میں کچھ کھٹک ہے۔ کیونکہ لوگوں سے سنا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔
”اگر کچھ نحوست ہوتی ہے تو مکان، گھوڑے اور عورت میں ہوتی ہے۔“

تو اُنھوں نے اس بات سے انکار کیا کہ یہ بات حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنی ہو اور سختی سے انکار کیا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اُنھوں نے اس بات سے انکار کیا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہو کہ کسی چیز میں نحوست ہے اور فرمایا جب اس کی طرف سے تمھارے دل میں کھٹک ہے تو اسے جدا کر دو۔ یعنی

اسے فروخت کر دیا آزاد کر دو۔ اسے ابن جریر نے بیان کیا۔

اُم المؤمنین کی ناراضگی

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوحسان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ دو شخص حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے بیان کیا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

”نخوست عورت گھوڑے اور مکان میں ہوتی ہے۔“

اس پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت سخت ناراض ہوئیں اور کہا یہ نہیں فرمایا بلکہ یہ فرمایا کہ:

”انہیں زناہ جاہلیت کے لوگ منحوس سمجھتے تھے۔“

اسے ابن جریر نے بیان کیا۔

مکان کے فروخت کا حکم

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ایک عورت نے آکر عرض کیا، یا رسول اللہ! ہم ایسے گھر میں سکونت رکھتے ہیں کہ اس سے قبل ہمارا کثرت سے مال و دولت تھا۔ پھر محتاج ہو گئے اور ہم میں بُرائی آگئی اور ہم جدا جدا ہو گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

”اُسے فروخت کر دیا چھوڑ دو۔ وہ اچھا نہیں ہے۔“

اسے ابن جریر نے بیان کیا۔

معلوم ہونا چاہیے کہ اس باب میں کثرت سے احادیث آئی ہیں لیکن جتنی ہم نے بیان کر دی ہیں یہی بہت ہیں۔ اور بعض احادیث میں طیرہ کے تاثیر کی نفی اور مطلقاً اس کے اعتقاد کی ممانعت سمجھی جاتی ہے۔ اور بعض احادیث سے اس کے مؤثر ہونے کا ثبوت یقینی معلوم ہوتا ہے جیسے عورت، مکان اور جانوروں میں یا تو یہ تاثیر ان میں فی الحال موجود ہوگی۔ یا یہ جاہلیت کے زناہ کی باتیں ہیں۔ یہ تو نفی اور نفی کے معنوں میں ہے یا شرطیہ الفاظ سے وارد ہیں جیسے اگر کسی چیز میں نخوست ہوتی تو ان اشیاء میں ہوتی۔ اس کے معنی سے اللہ تعالیٰ ہی واقف ہے حالانکہ نخوست کسی شے میں نہیں ہے۔ اگر اس کا ثابت ہونا فرض کر لیا جائے تو صرف یہ چیزیں ہیں جہاں گمان اور مقام مانا جاسکتا ہے اور یہی مناسب بھی ہے اس لیے کہ یہ معنی اس حدیث کی بناء پر ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

”اگر کوئی چیز تقدیر پر بقیقت کرتی تو یقیناً نظر

بقیقت کرتی۔“

اس مقام پر قاضی نے بحث کرتے ہوئے کہا کہ وجہ یہ ہے کہ لا طیوہ کے بعد شرطیہ کو لانا دلالت کرتا ہے کہ نخوست ان میں بھی نہیں ہے مطلب یہ ہے کہ اگر نخوست کا کہیں وجود ہوتا تو ان چیزوں میں ہوتا کیونکہ یہ چیزیں زیادہ اثر قبول کرنے والی ہیں لیکن نخوست کا وجود ان میں بھی

نہیں ہے۔ پس ثابت ہوا کہ حقیقتاً کسی چیز میں نحوست نہیں ہے : انتہی

حقیقی مؤثر ذات باری تعالیٰ ہے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس باب میں صراحت کے ساتھ نحوست کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔ لہذا ان دونوں روایات میں مطابقت اس طرح ہو سکتی ہے کہ بالذات تاثیر ملنے کی ممانعت ہے اور ہر چیز میں حقیقی مؤثر صرف ذات باری تعالیٰ ہے اور تمام مخلوق اُسی کی ہے اور تقدیر بھی اُسی کی جانب سے ہے اور ان چیزوں میں نحوست کا ثابت ہونا یہ اللہ تعالیٰ کی مشیت و مرضی کے موافق ہے کہ ان میں وہ پیدا کر دے اور انہیں اسباب عادیہ میں سے بنایا جیسے آگ کہ یہ جلانے کے لیے ہے پس مخالفت بالذات تاثیر کی طرف راجع ہے اور اثبات امور عادیہ کی طرف۔ اور ان اشیاء کی خصوصیت کی حکمت علم شارع کی طرف حوالہ ہے۔

نحوست مختلف انواع میں

ایک قول یہ بھی ہے کہ عورت میں نحوست یہ ہوتی ہے کہ اپنے شوہر کے لیے ناشترہ، بانجھ اور نافرمان ہو یا خاوند کی نظر میں ناپسند اور بد صورت ہو۔

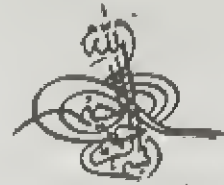
مکان میں نحوست یہ ہوتی ہے کہ وہ تنگ ہو اور اس کے ہمسائے بُرے

ہوں یا آب ہوا خراب ہو۔

گھوڑے میں نحوست یہ ہوتی ہے کہ وہ سرکش ہو یا اُس کی قیمت زیادہ ہو یا اُس کی مصلحت کے ناموافقی ہو۔ اسی طرح کی اور بھی کیفیات ہیں۔

نتیجہ

در اصل اس سلسلہ میں اس کا استعمال ایک قسم کا مجاز ہے اور نحوست باعتبار اُسی ناپسندیدگی کے ہے جو ان اشیاء میں شریعت یا طبیعت کے مخالف ہو۔ اس کی تائید شرح السنہ کی یہ روایت بھی کرتی ہے جیسا کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر کسی کے پاس ایسا مکان ہو جس میں اُسے رہنا ناپسند ہو یا عورت ہو کہ اُس کی ہم بستری سے ناخوش ہو۔ یا گھوڑا ہو کہ وہ اُسے ناپسند ہو تو چاہیے کہ اُسے فروخت کر دے اور مکان تبدیل کر لے، بیوی کو طلاق دے دے تاکہ اُس کے دل کی پریشانی اور ناپسندیدگی رفع ہو جائے جس طرح کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُس شخص کے جواب میں فرمایا جس نے بارگاہ نبوی میں عرض کیا تھا یا رسول اللہ! ہم ایک ایسے مکان میں تھے جہاں ہمارے افراد تعدادِ اکثرت سے تھے آخر حدیث تک۔ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اُسے چھوڑ دو بُرا ہے۔ اور انھیں حکم دیا کہ اسے تبدیل کر لو تاکہ وہ ناپسندیدگی رفع ہو جائے نہ یہ کہ اس میں نحوست ہے۔ ثابت ہوا کہ شوم اور تطیر کی ممانعت اپنے حال پر باقی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔



ہم نے وضاحت کے ساتھ احادیث عدویٰ کے عدم وجود اور اس کے قائل ہونے اور اعتقاد رکھنے کی ممانعت میں بیان کر دی ہیں صرف ایک اعتراض باقی ہے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد عالیہ میں کہ **فَرَأَى** **مِنَ الْجَنَّةِ قَوْمًا تَقِيًّا مِنَ الْأَسَدِ**۔ عدویٰ کی نفی کے بعد اور اس فرمان میں کہ بیمار اُونٹ تندرست اُونٹ میں نہ جائے اور ایک روایت میں ہے کہ لا **يُؤْمَرُ مُمْرَضٌ عَلَى الْمَصْبَحِ**۔ اس ارشاد کے بعد کہ کسی کو کسی سے بیماری نہیں لگتی۔ باوجود اس کا رد فرماتے کے جبکہ ایک اعرابی نے کہا تھا پھر یہ کیا ہے کہ اُونٹ دوطر بھیسٹ کرتا ہے گویا کہ وہ بہن ہے۔ پس ایک بیمار اُونٹ اگر سب کو بیمار کرتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ پہلے اُونٹ کو کہاں سے بیماری لگی۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک بدو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ! پہلے غارِ اُونٹ کے ہونٹ

یا پٹے میں ہوتی ہے پھر تمام اُونٹوں میں پھیل جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا پہلے کہ کہاں سے بیماری لگی لا عدوی ولا ہامة ولا صفی۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک جان کو پیدا فرمایا اُسی نے اُس کی زندگی، مصیبت اور رزق مقرر کیا۔ بلاشبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دونوں روایتوں کو بیان کرتے ہیں یعنی یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان لا عدوی اور یہ کہ لا **يُؤْمَرُ مُمْرَضٌ عَلَى الْمَصْبَحِ** اس کے بعد پھر لا عدوی کی روایت سے خاموش ہو رہے اور لا یعود الی آخرہ کی روایت پر قائم رہے۔ پس حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلی حدیث سے انکار کیا۔ لوگوں نے کہا کیا آپ لا عدویٰ کی حدیث بیان نہیں فرمایا کرتے تھے۔ تو پھر وہ ایسی بات فرمائے گئے جو ناقابل فہم تھی۔

ابو سلمہ نے کہا کہ میں نے نہیں دیکھا کہ اس حدیث کے سوا اور حدیث بھولے ہوں اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی حارث نے کہا کہ اے ابو ہریرہ! میں تم سے اس حدیث کے ساتھ دوسری حدیث کو بھی روایت کرتے سنا کرتا تھا۔ اب آپ اس سے خاموش ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے لا عدوی۔ پس حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کے اقرار سے انکار کیا اور فرمایا لا یعود ممرض علی مصبح تب انھوں نے جرح کی یہاں تک کہ وہ ناراض ہو کر ناقابل فہم باتیں کرنے لگے۔ ابو سلمہ نے کہا مجھے اپنی عمر کی قسم یقیناً ابو ہریرہ ہم سے بیان کرتے تھے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا عدوی پس اب میں نہیں جانتا کہ کس نے

انھیں بھلا دیا یا کسی نے دونوں قولوں میں سے کسی ایک کو منسوخ کر دیا۔
اگر تم یہ اعتراض کرو کہ جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس
کی روایت سے انکار کیا تو اب یہ ثابت نہ ہوئی تو میں جواب میں کہوں گا
کہ اس سلسلہ میں اصولی بحث گزر چکی ہے اور راوی کے انکار سے مطلقاً عدم
ثبوت نہیں ہوتا اور اگر تم قییم بھی کر لیں تب بھی لا عدوی کا ثبوت
دوسری بہت سی اسناد سے ثابت ہے جس طرح کہ ہم نے اس سے قبل
بیان کیا۔

پس اب تعارض عدوی کی نفی اور مجہدوم سے فرار کے حکم کے درمیان
تعارض نہ عدوی کی نفی اور فرمان لا یحیل یا لا یوسد الی آخر کے درمیان
واقع ہو گیا۔ لہذا ہم ذکر کرتے ہیں جو علماء نے عدوی کی نفی اور مجہدوم
سے فرار کے حکم کی مطابقت میں بیان فرمایا ہے کیونکہ اس سلسلہ میں یہی
مشہور ہے۔ اسی سے دوسری حدیث کی تطبیق کی وجہ بھی معلوم ہو جائے
گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

اب ہم کہتے ہیں کہ کرمانی نے صیح بخاری کی شرح میں فرمایا کہ لا عدوی
کے قول کا مطلب یہ ہے کہ بالطبع کسی کو کسی سے بیماری نہیں لگتی لیکن جو کچھ
ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی قضاء اور اجراء عادت سے ہوتا ہے۔ اسی لیے حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیمار اونٹ کو تندرست اونٹ کے پاس لے جانے کو
منع فرمایا اور فرمایا کہ کوڑھی سے بھاگ۔ الی آخر۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ فرار
لا عدوی سے مستثنیٰ ہے۔

نورپیشی نے فرمایا کہ لا عدوی کی تاویل میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض
نے تویہ کہا کہ اس سے مراد عدوی کی نفی اور اس کا ابطال ہے جیسا کہ ظاہر
حدیث اور عدوی پر قرائن اور سیاق کلام دلالت کرتا ہے۔ اکثر کا یہی
مذہب ہے۔ اور بعض کی یہ رائے ہے کہ عدوی کا ابطال مراد نہیں۔
کیونکہ حضور یدوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:
”کوڑھی، کوڑھی سے ایسے بھاگے جیسے شیر سے
بھاگتا ہے۔“

اور فرمایا کہ:

”بیمار تندرست پر نہ جائے۔“

بلاشبہ اس سے اس چیز کی نفی مراد ہے جو طبیعت ولے اعتقاد
رکھتے تھے۔ ان کا خیال یہ تھا کہ امراض مبتدی اور یقینی مؤخر ہوتے ہیں
تو انھیں تنبیہ فرمادی کہ خبردار یہ بات نہیں ہے جیسا کہ تم گمان کرتے
ہو بلکہ وہ مشیت الہی کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ اگر وہ چاہے تو ایسا
ہو جائے اور وہ نہ چاہے تو کچھ نہ ہو۔ اس مفہوم پر فرمان نبوی مشیر ہے
کہ:

”پہلے کو کہاں سے بیماری لگی۔“

یعنی اگر تمہارے خیال میں یہی بات ہے کہ بیماری کا متصدی ہونا مرض
کی وجہ سے ہے اور کسی وجہ سے نہیں تو پہلے کو کہاں سے لگی۔ آپ
نے یہ فرما کر واضح کر دیا کہ ”کوڑھی سے بھاگ۔“ اور یہ کہ ”بیمار تندرست پر

نہ جائے۔ کیونکہ ان سے ملنا جلنا علت کا سبب ہے۔ پس بچنا چاہیئے جس طرح ٹیڑھی دیوار اور شکستہ کشتی سے بچتے ہیں۔ پہلے گردہ نے دوسرے گردہ کے استدلال کو انہی دونوں احادیث سے رد کیا ہے کہ ان دونوں میں جو ممانعت ہے تو وہ دونوں باتوں میں کسی ایک کے اختیار کرنے والے پر شققت کے لیے ہے کہ فی نفسہ اسے علت لگ جائے یا اُصول کو بیماری لگ جائے تو وہ اعتقاد کرنے لگے گا کہ عدویٰ حق ہے۔ کہا ہے کہ دوسرے قول والوں کی تاویل دونوں میں سے بہتر ہے۔ کیونکہ ان میں روایت شدہ احادیث کی مطابقت ہے۔

اب پہلے قول پر غور کیجئے تو یہ اصول طبیہ کو معطل کر دینے پر مقتضی ہے حالانکہ شریعت طبی اصول کو بیکار و معطل کرنے کے لیے نہیں آئی بلکہ اس کے اثبات اور معتبر ہونے کے واسطے آئی ہے۔ اس طور پر کہ اصول تومید کے خلاف نہ ہو اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اس کے ماننے پر کوئی خلاف نہیں ہوتا۔ رہا یہ استدلال کہ سابق کلام کا قرینہ بلاشبہ ہم ایسا پاتے ہیں کہ شارع علیہ السلام نہی کو حرام اور مکروہ اور وہ جو کسی ایک پہلو سے ممنوع ہو اور جو کئی اعتبار سے ممنوع ہو کہ درمیان میں جمع کر دیتے ہیں۔ ہمارے اس قول کے صحت کی دلیل یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُس کوڑھی سے جو بیعت کرنے آیا تھا فرمایا:

”ہم نے تمہاری بیعت قبول کر لی۔ اب تو جا“

اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُس کوڑھی سے جس کا ہاتھ پکڑ کر

اپنے ہاتھ مبارک کے ساتھ ایک پیالے میں رکھا تھا فرمایا:

”اللہ پر بھروسہ اور توکل کر کے کھا“

ان دو احادیث کے مابین مطابقت ماسوا میں وجہ کے کوئی نہیں ہے کہ پہلی حدیث اتلاف کے اسباب سے بچنے کو ظاہر کرتی ہے اور دوسری حدیث مشارکت اسباب کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر توکل بتاتی ہے تاکہ حدیثِ اول کے ہمراہ اسباب سے تعرض ثابت ہو اور یہ سنت ہے۔ اور دوسری حدیث سے اسباب کا ترک ثابت ہو کہ یہ ایک حالت ہے۔

کوڑھی کی بیعت کی مقبولیت

طبی نے اس حدیث میں جو عمر و بن شریک سے روایت ہے کہا کہ ثقیف کے وفد میں ایک کوڑھی آدمی تھا۔ پھر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے کہلا بھیجا کہ:

”ہم نے تیری بیعت قبول فرمائی اب تو چلا جا“

اسے مسلم نے روایت کیا ہے کہ یہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے رخصتی کا ارشاد ہے اُس آدمی کے لیے جسے توکل کا درجہ حاصل نہ ہوتا کہ وہ اسباب کی رعایت کیا کرے کیونکہ موجودات کی ہر شے میں خلصیت اور اثر ہے جسے ذات الہ العالمین نے اس میں ودیعت فرمایا ہے۔

جذامی کا بدبودار ہونا

علامہ بنو نے فرمایا کہ ایک قول یہ ہے کہ کوڑھی میں ایک قسم کی بدبو

ہوتی ہے، جو اُس کے پاس زیادہ بیٹھے اور اُس کے ساتھ کھانا پینا، اُٹھنا بیٹھنا زیادہ رکھے اُسے بیمار کر دیتی ہے باوجودیکہ متعدی امراض میں سے نہیں ہے بلکہ طبی معاملات میں سے ہے جیسے کہ خراب چیز کھانے اور بدبودار چیز کو سونگھنے اور کسی ایسے مکان میں رہنے سے جس کی ہوا موافق دہر ضرر پہنچ جاتا ہے حالانکہ یہ تمام باتیں اللہ تعالیٰ کے امر سے ہوتی ہیں اور وہ چیزیں کسی کو بذاتہ ضرر دینے والی نہیں مگر امر الہی سے۔

بیماری امر الہی ہے

حضرت شیخ امام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نخبۃ الفکر کی شرح میں فرماتے ہیں کہ ان دونوں مطابقت کی وجہ یہ ہے کہ یہ امراض طبع کے ساتھ ہمیشہ ساتھ رہنے والی نہیں ہے لیکن اللہ العالمین نے ایسے بیمار کے ساتھ ملاقات کو تندرست کے لیے سبب تصور کیا ہے کہ اس کی بیماری اس حد تک تجاوز نہ کر جائے۔ پھر کبھی یہ مرض اپنے سبب سے تخلف بھی کر جاتا ہے جیسے اور سبب میں ہوتا ہے۔ اسی طرح ابن الصلاح نے دوسروں کی اتباع میں تطبیق کی ہے اور دونوں میں سب سے بہتر تطبیق یہ ہے کہ یوں کہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ممانعت عدویٰ میں اپنے عموم پر باقی ہے اور آپ کا یہ ارشاد کہ :

”کسی چیز کو کسی چیز سے بیماری نہیں لگتی۔“

صحیح ہے اور یہ بھی کہ :

”پہلے کو بیماری کہاں سے لگی۔“

یعنی مطلب یہ کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے ابتداء میں اس مرض کو دوسرے میں پیدا کیا جیسا کہ پہلے میں پیدا کیا تھا۔ اب رہا حکم یہ کہ کوڑھی سے اجتناب کرے۔ سو یہ اسباب سے رکاوٹ کے لیے ہے۔ تاکہ اُس شخص کو جو کوڑھی سے ملاقات رکھے اتفاقاً مشیت ایزدی سے ابتداء مرض لاحق ہو جائے نہ کہ عدویٰ کی وجہ سے جس کی ممانعت ہے۔ تو وہ شخص یہ گمان کرنے لگے کہ اس کی ملاقات کی وجہ سے یہ مرض لگ گیا ہے۔ پھر وہ عدویٰ پر اعتقاد کرنے لگے۔ یہ بات ضرر رساں ہے اس لیے احتراز کا حکم فرمایا۔ تاکہ مادہ ہی کٹ جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اذن الہی سے سب کچھ ہوتا ہے

یہ شرح میں شیخ کا کلام ہے اور حاشیہ میں جو شیخ سے منقول ہے اُس کے بارے میں کہا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا کوڑھی کے ساتھ کھانا، کھانا اس حیثیت پر دلالت کرتا ہے کہ آپ یقین رکھتے تھے کہ بغیر اذن الہی کے کچھ نہیں پہنچ سکتا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے محفوظ تھے کہ اگر کوئی ناپسندیدہ بات پہنچے تو آپ ایسا گمان کریں۔ یہ حکم بھی ایسے ہی لوگوں کے لیے ہے جو اپنے دل میں یقین محکم نہیں پاتے اور دم کرتے ہیں کہ اگر ناپسندیدہ بات پیش آئی تو دل میں خدشہ پیدا ہوگا یہ حکم اس مہربانی کے لیے ہے تاکہ شرک خفی کے دریا میں ڈوبنے سے

محفوظ رہے، جزاء اللہ تعالیٰ عن اُمتہ خیر البراء۔ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ
کو اپنی اُمت کی طرف سے بہتر بدلہ دے اور آپ کو وسیلہ، فضیلہ اور لواہ الحمد
مرحمت فرمائے۔ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمُ وَ شَرَّفَہُ وَ کَرَّمَہُ۔
یہ شیخ کی تقریر ہے چونکہ انھوں نے حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ
والتسلیم پر درود بھیج کر محبت کا اظہار کیا۔ لہذا ہم نے بھی درود پر اپنے
کلام کو ختم کر دیا۔ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ
وَصَحْبِہٖ وَ حَسْبِہٖ وَسَلَّم۔

تَمَّتْ

ہماری نئی مطبوعات

میلاد رسول اعظم ﷺ	مؤلف :- حضرت شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی
جمال قرب الہی	مرتبہ :- سید غلام دستگیر یزدی نقشبندی
جمال ذکر الہی	مرتبہ :- سید غلام دستگیر یزدی نقشبندی
زہد کی حقیقت	مؤلف :- حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ
مراقبہ کی حقیقت	مؤلف :- حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ
توبہ کی حقیقت	مؤلف :- حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ
علم کی حقیقت	مؤلف :- حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ
تذکرۃ الروح	مؤلف :- حضرت علامہ جلدل الدین سیوطی
تذکرۃ الموت	مؤلف :- حضرت علامہ جلدل الدین سیوطی
تذکرۃ القبر	مؤلف :- حضرت علامہ جلدل الدین سیوطی
عاشورہ	مؤلف :- حضرت شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی